شانِ قرآن
و
اہلِ قرآن

دار المطالعہ
کتاب نمبر 183

محمد معراج الاسلام

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
۴ دربار مارکیٹ
لاہور

Marfat.com

نام کتاب .... شانِ قرآن

مصنف .... محمد معراج الاسلام بی۔اے

صفحات ۱۱۲

کتابت .... محمد عبد الرحمٰن سعیدی معظمی لاہور

طباعت .... بختیار پرنٹرز لاہور

قیمت .... ۸ روپے

ناشر .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

کچھ کتاب کے بارے میں

عظیم دانشگاہ مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی علمی و عملی خدمات اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، اس کی تحریری تقریری اور تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ اب بیرونِ ملک تک پھیل گیا ہے، اور اُسکے فیوض و برکات سے ایک عالم سیراب ہو رہا ہے۔

اس جلیل و جمیل گہوارۂ علمی کے طلباء نے کچھ عرصہ پہلے ملک کے طول و عرض میں مبلغوں کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر محسوس کیا تھا کہ یہاں ایک شعبہ دارالمبلغین کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔ جس میں مبلغوں کو تبلیغی ضروریات کی بنیادوں پر مناسب اور ضروری تربیت دی جاتے اور ان کے لیے ایک تربیتی کورس ہو جو انہیں تبلیغ کے رموز و اسرار، اہم ہدایات، اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کرے۔ اس کے علاوہ مہینے میں دو بار ایک خاص اجلاس ہو، جس میں تبلیغ کے فرائض سنبھالنے والے منتہی طلبا حصہ لیں۔ اور ٹھوس علمی تقاریر کے علاوہ اپنے تحقیقی مقالے پیش کریں۔ جو اسلامی تعلیمات و عقائد کے مختلف موضوعات پر ہوں۔ پھر ان کے مندرجات پر اس علمی مجلس میں باقاعدہ مباحثہ و تکرار ہو۔ اور جو تحریریں تسلی بخش اور معیاری قرار دی جائیں، انہیں شائع کر دیا جائے۔

دارالمبلغین میں پڑھے جانے والے مقالوں کے سلسلے کی پہلی کڑی "پیکر نور" یا "دلائل و عقائد" کی صورت میں سامنے آئے گی، سرِدست "شانِ قرآن و اہل قرآن" پیش ہے۔ اس کے بارے میں اپنے تاثرات سے آگاہ کرنا نہ بھولیں کہ تبلیغی نقطۂ نظر سے کہاں تک کامیاب ہے، اور اسلامی ادبی لٹریچر میں کیسا اضافہ ہے۔ خصوصاً افسانوں کے بارے میں ضرور رائے دیں۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں قرآن پاک اور اس کی تعلیم و تلاوت کی

Marfat.com

فضیلت بیان کرنے کے ساتھ اس کے آداب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسرے حصے میں ان لوگوں کے مرتبہ ومقام اور دربارِ خداوندی میں ان کی منفرد حیثیت کی وضاحت ونشاندہی کی گئی ہے۔ جو علوم قرآن حاصل کرتے اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ احادیث سے جو قرآنی وظائف ثابت ہیں ایک الگ حصے میں تفصیل سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ اور اہلِ ذوق کے ادبی مزاج کا احترام ولحاظ کرتے ہوئے تنوع وندرت کے خیال سے کچھ واقعات افسانوی انداز میں بھی بیان کر دیے ہیں۔ اور احادیث میں بیان ہونے والے حقائق کو مرکزی خیال بنا کر انہیں دلچسپ واقعات کا رنگ دے دیا ہے۔ تاکہ حکایات وتمثیلات کے شوقین ناپسندیدہ لٹریچر سے اپنی ادبی پیاس بجھانے کی بجائے ان شستہ وپاکیزہ حقائق کے مطالعہ سے اپنے ذوق کی تسکین کر لیں اور خرافات سے تسکین کا سامان نہ ڈھونڈیں۔

میرے اپنے خیال میں یہ مختصر نامہ اپنے موضوع پر بڑا ہی جامع متنوع اور معلوماتی ہے۔ اور قرآن سے متعلق بنیادی اور ضروری معلومات فراہم کرنے والا ہے۔ تاہم اگر کسی محترم قاری کو کوئی فروگزاشت نظر آئے تو آگاہی بخش کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ تاکہ اسے خوب سے خوب تر بنایا جا سکے۔

محمد معراج الاسلام

مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سرگودھا

(شعبہ دار المبلغین)

بروز جمعۃ المبارک = ۱۷ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

Marfat.com

حصہ اول

۱ شانِ قرآن

افضل کلام، دستورِ حیات، خدا سے محبت کی کسوٹی، تارک قرآن کا حشر،

۲ فضائلِ تعلیم

علم کا نشہ، معلم قرآن کی شان۔ تعلیم کتاب کی اہمیت،

۳ تلاوت کی فضیلت

عظیم ترین عبادت، دلوں کے زنگ کا علاج، فرشتوں کی حاضری،

۴ آدابِ تلاوت

طہارت و پاکیزگی، آغاز تلاوت، اندازِ نشست، طرز تلاوت،

حصہ دوم

۱ اہلِ قرآن خدا اور رسول کی نظر میں

بہشت بریں میں خصوصی اعزازات، قرآن والوں کی مثال،

۲ قرآنی وظائف

وظائف کی حکمت، وظائف کے فوائد و اثرات،

۳ قرآنی وظائف کی تفصیلات

صبح کے وظائف، رات کے وظائف، جمعۃ المبارک کے وظائف، سورتوں کے فضائل،

۴ افسانے :-

محفوظ قلعہ، اہلِ قرآن کا جلوس، سورت کا نور، یٰسین کی ضرب، تلاوت کا اثر،

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حصہ اوّل

شانِ قرآن

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجرًا کبیرًا

بیشک یہ قرآن پاک سیدھی راہ کی نشاندہی کرتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ عمل صالح کرنے والے اہل ایمان کے لیے بہت بڑا اجر مقرر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

افضل کلام

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی شانیں حدِ حساب و شمار سے باہر ہیں، یہ پاکیزہ و دلنشیں کلام جہاں قلب و روح کے لیے سامانِ تسکین اور دلِ مضطر کے لیے وجہِ قرار و سکون ہے۔ وہاں جویائے حق، طالبِ صادق اور مسافرِ شبِ تار کے لیے چراغِ رہگذر اور مینارۂ نور بھی ہے۔ جس کی حیات بخش روپہلی روشنی میں منزلِ شوق کے راہی راستوں کے نشان ڈھونڈتے اور جانب منزل قدم بڑھانے کے لیے ہدایت و رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

لیکن اس کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ربّ کائنات و خالقِ جہاں کا کلام ہے، بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے، بادشاہ کے لبِ گویا کے سامنے دوسروں کے ہونٹوں سے نکلے ہوئے الفاظ اپنا مفہوم و معنی کھو دیتے ہیں، اور ان ستاروں کی طرح ماند پڑ جاتے ہیں جو چودھویں کے چاند کے جلو میں ہوں۔

جب دنیا کے مقتدر حکمرانوں اور اہم لوگوں کے کلام کا یہ رعب داب ہے اور اس کی شان اتنی نمایاں اور بلند ہے تو جو حاکموں کے حاکم اور سب سے بزرگ و برتر حقیقی مالک کا کلام ہے۔ اس کی عظمت و کبریائی اور بالاتری کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اسی حقیقتِ کبریٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محبوبِ ربّ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ ط

Marfat.com

اللہ کے کلام کو تمام کلاموں پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے۔ جیسی خالق کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے۔ [1]

یہ شانِ قرآن سمجھانے اور اس کی بے نظیر عظمت سے آگاہ کرنے کا ایسا بلیغ و آسان انداز ہے، جس سے بہتر کوئی انداز اختیار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد پاک کی گہرائی میں جاکر انسان سمجھ سکتا ہے۔ جس طرح مخلوق، خالق کے مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتی، اسی طرح کوئی کلام، کلام الٰہی کے ہم پلہ و ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا، خواہ کتنا بلیغ و معنی خیز اور اسلوب و بیان کے اعتبار سے پُرشکوہ و بے مثال ہو۔

دستورِ حیات

چونکہ یہ کلامِ الٰہی ہے اور خالق نے اُسے اپنی مخلوق کی ہدایت و قیادت کے لیے ان کی فطری صلاحیتوں کے مطابق نازل کیا ہے۔ اس لیے اس کے تمام احکام ان کے قوائے استعداد اور صلاحیت کار کے عین مطابق ہیں۔ اس میں روح کی بالیدگی اور فکر و نظر کی جلا و تربیت کا پورا سامان ہے۔ جسم و جان کو عزم نو اور جذبۂ عمل و جوشِ کردار بخشنے والی حیات بخش ہدایات ہیں، جن پر عمل پیرا ہو کر آدم خاکی ایسا قابل رشک عروج و ارتقاء حاصل کر لیتا ہے، کہ انجم سہم جاتے ہیں اور اس کی بے تابی دیکھ کر اپنی تابنا کی بھول جاتے ہیں۔

عروجِ آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

لیکن اگر وہ ان ربانی ہدایات اور سماوی رہنمائی سے روگردانی کرے، اور ان احکامات و ارشادات سے بغاوت پر آمادہ ہو جائے تو ذلت و رسوائی اور بے کسی کی ان کھڈوں میں جا گرتا

---

[1] مشکوٰۃ - ۱۸۶

Marfat.com

ہے جس کا تصور بھی عبرتناک اور ہوش ربا ہے۔

حضور سرورِ عالم محرمِ رازِ حق، دانائے اسرار و غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی اسی حیثیت اور منفرد شان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین۔ ؏۲۵

بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ساتھ بعض اقوام کو عروج و کمال تک پہنچاتا ہے اور بعض کو ذلیل و خوار کرتا ہے۔

یعنی جو قومیں اس کے احکام و قوانین اپنی زندگی میں نافذ و جاری کر لیتی ہیں اور اس کے مطابق زندگی کے دن گزارنے لگ جاتی ہیں، انہیں عزت و آبرو بخشتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو قومیں اس سے اپنا تعلق منقطع کر لیتی ہیں اور اسے دستورِ حیات نہیں بناتیں وہ صفحۂ ہستی سے نہ صرف مٹ جاتی ہیں بلکہ بعد والوں کے لیے عبرت و موعظت کا سامان بھی بن جاتی ہیں۔ آنے والے اُن کی اخلاقی پستی کے ذلیل انجام سے عبرت پکڑتے اور آزاد و بے قید طرزِ حیات کے مآل سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

فلاح دنیا و آخرت کا ضامن

قرآن پاک کی ایک حسین شان یہ ہے کہ یہ سراسر خیر و برکت اور سرچشمۂ دولت و رحمت ہے، اس کی رسّی تھام لینے سے دنیا بھی ملتی ہے، اور دین بھی اپنی تمام برکتوں کے ساتھ حاصل ہوتا ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

واللہ ما دون القرآن من غنی ولا بعدہ من فاقۃ۔ ؏۳۵

یعنی دولت و ثروت اگر ہے تو بس یہی کہ بندۂ مومن کو قرآن حاصل ہو، اور

؏۲۵ ایضاً - ۱۸۴ ، ؏۳۵ - احیاء غزالی ۱/۲۸۲

Marfat.com

عزبت و افلاس اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ انسان قرآن پاک اور اس کی ہدایات سے محروم ہو۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کل آیۃ فی القرآن درجۃ فی الجنۃ ومصباح فی بیوتکم۔ ۷

یعنی یوں سمجھنا چاہیے کہ قرآن پاک کی ہر آیت جنت کا ایک درجہ ہے اور تمہارے گھروں کا چراغ ہے۔

گویا قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنا اتنا مقبول و برگزیدہ عمل ہے کہ اس کی بدولت انسان کو جنت میں ایک درجہ مل جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ قرآن پاک میں جتنی آیات ہیں اگر ان سب کی تلاوت کرے تو اس کے اتنے ہی مدارج طے ہو جاتے ہیں اور وہ روحانی اعتبار سے پہلے سے مختلف اور اعلیٰ منازل پر فائز ہو جاتا ہے، یہ روحانیت اور دین میں ارتقاء کا وہ تصور ہے جو بالآخر انسان کو تلاوت سے عمل کی طرف لے آتا ہے، اور قرآن کا قاری میدانِ عمل کا غازی بن جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ حلاوتِ قرآن جذبۂ عمل میں ڈھل جاتی ہے، اور انسان کو دین کے اس مرتبہ تک پہنچا دیتی ہے جہاں اس کا سر ممتاز ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پاک کے دینی فائدے کو ایک اور طریقے سے بھی اجاگر کیا ہے، جس کا تعلق جسمانی نجات و سلامتی کے ساتھ ہے۔ فرمایا۔

لو جعل القرآن فی اھاب ثم القی فی النار ما احترق۔ ۸

اگر قرآن پاک کو کسی جلد اور چمڑے میں لپیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ نہیں جلے گا۔

یہ واضح اشارہ ہے کہ قرآن پاک "برد و سلام" ہے، جس سینے اور دل پہ لکھا ہوا ہوگا

---

۷ احیاء، ۱: ۲۸۲۔ ۸ مشکوٰۃ، ۱۸۶۔

Marfat.com

جس دماغ پر کندہ ہو گا وہ جسم جہنم کی آگ میں جلنے سے محفوظ رہے گا، گویا حفاظ کرام کے لیے یہ بشارت عظمیٰ ہے جن کے دل و دماغ پر قرآن پاک نقش ہوتا ہے۔ وہ عظمت و توقیر قرآن کی وجہ سے آگ میں جلنے جھلسنے اور دوزخ میں داخل ہونے سے محفوظ رہیں گے کیونکہ کائنات کی کسی آگ میں اتنی تاب و تواں نہیں ہے کہ اس بدن پر اثر انداز ہو سکے جس میں اللہ کا کلام بھرا ہوا ہو، اور جو بدن اس کی روشنی سے معمور ہو۔

نجات اور سلامتی کا یہ بابرکت اور خوبصورت تصور اس نیکوکار مسلم کے لیے ہے جس نے رغبت و شوق سے قرآنی فرمودات کو اپنا رہنما بنایا اور اپنی زندگی پر انہیں لاگو کیا ایسے خوش قسمت کا یہ عمل ایک ہمدرد و مونس اور غمخوار مددگار کی صورت میں سامنے آئے گا، اور اس کی زوردار انداز میں شفاعت کرے گا۔ لطف یہ کہ اس کی شفاعت قبول بھی ہو گی۔ اور قرآن پاک کی عظمت کی برکت سے بندۂ مومن ابدی کامرانی اور دائمی مسرت سے ہمکنار ہو گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من شفیع افضل منزلۃ عند اللہ تعالیٰ من القرآن۔ عہ۷

قرآن پاک سے افضل اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کرنے والا اور کوئی نہیں؛

القرآن شافع مشفع۔ عہ۸

قرآن پاک ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول بھی ہو گی۔

اقرءوا القرآن فانہ یجیئ یوم القیامۃ شفیعا لصاحبہ۔ عہ۹

قرآن پاک پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے روز قاری کے شفیع کی حیثیت سے جلوہ گر ہو گا۔

عہ۷۔ احیاء ۱/۲۸۱۔ عہ۸ طبرانی؛ عہ۹ مشکوٰۃ

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن پاک اہلِ ایمان کے لیے دین و دنیا کی برکات کا جامع اور عزت و فلاح کا ضامن ہے۔ عمل کرنے والوں کو دنیا میں بھی آبرومند رکھتا، ارتقا بخشتا اور اقوامِ عالم کا سردار بناتا ہے۔ اور عرصۂ حشر کی سختیوں سے بھی بچاتے گا۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

خدا سے محبت کی کسوٹی

قرآن پاک بہترین معیارِ خیر و شر ہے اس کی طرف میلان و رغبت اور اس سے اعراض و بے اعتنائی انسان کی دو مختلف حیثیتوں کو ظاہر کرتے ہیں، قرآنی احکام و قصص اور بصائر و نکات سے آگاہ ہونے کا شوق، ربانی ہدایات سے باخبر ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کا جذبہ اور آیات سے منشائے الوہیت معلوم کرنے کا تجسس ایک ایسے انسان کی نشان دہی کرتا ہے جس کی فطری سلامت روی اسے صحیح سمت لیے جا رہی ہے۔ شیطانی قوتوں نے جس پر تسلط حاصل نہیں کیا اور اس پر جبر و غلبہ پانے سے قاصر رہی ہیں، وہ ہر لحاظ سے نیک بخت، سعید فطرت اور صالح و نیکوکار ہے۔ اس کا نعرہ شرافتِ انسانی کا بول بالا کرنا اور ابلیسی قوتوں کو شکست دینا ہے۔

دوسری طرف وہ شخص ہے جو قرآن اور اس کے احکام سے کوئی سروکار نہیں رکھتا، اگر ربانی ارشاد سے آگاہ کیا جائے تو ناک منہ چڑھاتا ہے۔ یا انہیں شرفِ انسانیت کے منافی قرار دیتا ہے، یا اسے عظمتِ آدم کے حوالہ سے ظلم و وحشت بتاتا ہے۔

کسی بھی شخص کا یہ رویہ اس کی فطری صلاحیتوں کے مسخ ہو جانے کی دلیل ہے، اور اس بات کی علامت ہے کہ وہ نفس و شیطان کے بہکاوے میں آ چکا ہے، اور پوری طرح ان کے قابو میں ہے۔ ورنہ جو نسخۂ کیمیا اور شافی ہدایت نامہ، انسان کی فطری صلاحیتوں کا

Marfat.com

رمز شناس اور اس کی عظمت کا علمبردار ہے، اس صحیفہ صادقہ کے مندرجات سے بغاوت اور اس کی شان میں ہرزہ سرائی ایک صحیح اور سلیم دماغ رکھنے والے شخص سے ممکن نہیں، کج روی آوارہ گردی سے روکنے والے یہ احکام اسی کو بُرے لگتے ہیں جو خود برا ہو، اور بدی کے ہاتھوں میں اپنی زندگی کی باگ ڈور دے چکا ہو۔

اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انسانوں کو جانچنے اور ان کی سعادت و شقاوت معلوم کرنے کا ایک بہترین طریقہ بتایا ہے جس سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کسی کا رجحان رحمان کی طرف ہے یا شیطان کی طرف۔

فرماتے ہیں:۔

اگر خدا کے ساتھ اپنے تعلق کی گہرائی اور گیرائی معلوم کرنا چاہتے ہو تو کسی قسم کی بھاگ دوڑ اور اعداد و شمار جمع کرنے کی ضرورت نہیں صرف قرآن پاک کو بیچ میں لے آؤ، دیکھو! اگر کسی کا دل قرآن پاک کی طرف راغب ہے، وہ اس کی تعلیمات کو پسند کرتا اور دل سے سراہتا ہے، اس کے دل میں آیات و احکام کی قدر و منزلت ہے تو سمجھ لو اس کے دل میں اللہ کی اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے، وہ ایک سچا باوفا مومن اور مخلص وعقیدتمند اُمتی ہے۔

لیکن اگر اس کے دل میں قرآن پاک اور اس کی تعلیمات کا احترام نہیں وہ اپنے دل میں ان کے لیے کوئی گرمجوشی اور رغبت محسوس نہیں کرتا تو وہ خدا اور رسول کی محبت سے محروم، بدقسمت و نافرجام ہے۔ بارگاہِ الوہیت اور بارگاہِ رسالت سے اس کا کوئی ناطہ نہیں، [9] جس کلام پاک کی بدولت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہو، اس سے بے نیازی اور نفرت کا اظہار کر کے محبتِ خدا و رسول مل بھی کیسے سکتی ہے۔ حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ،

---

[9]: احیاء (۱۱ / ۲۸۱)

Marfat.com

کے خواب سے اس امر کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

فرماتے ہیں :۔

خواب میں جمال الٰہی کا دیدار نصیب آیا۔ میں نے پوچھا، یا اللہ! تیرا قرب حاصل کرنیکا سب سے افضل ذریعہ کون سا ہے؟

جواب ملا ـــــ ہمارا کلام!

عرض کی، معانی سمجھ کر یا اس کے بغیر بھی محض تلاوت سے یہ مقام مل سکتا ہے۔؟

ارشاد ہوا، ہر طرح سے یہ بادۂ محبت پلاتے ہیں کوئی قرآن کو اپناتے تو سہی۔ عله

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

تارکِ قرآن کا حشر

شانِ قرآن ایک اور طریقے سے بھی نمایاں ہوتی ہے جس کا تعلق قرآنی حقوق و آداب کی پامالی اور ان کی سزا کے ساتھ ہے۔

اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور ایک باغی و سرکش ذہن بھی اس حقیقت سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا کہ قرآن پاک کے احکام و حدود ہی فلاحِ انسانیت کے ضامن اور مادی و روحانی ترقی کے کفیل ہیں۔ انسانی ذہن کے گھڑے ہوتے قوانین خواہ کتنی ہی محنت اور عرق ریزی سے ترتیب دیے گئے ہوں ان ربانی قوانین کی جگہ نہیں لے سکتے جو انسان کی طبیعت و فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اور اس کی نفسیات کو سامنے رکھ کر وضع فرمائے گئے ہیں، ایسے قوانین کی پذیرائی اور اتباع کی بجائے ان سے اغماض و اعراض کوئی معمولی اور سطحی غلطی نہیں،

عله ، احیاء ۱:۱، ۲۸۲ ،

Marfat.com

بلکہ سنگین جرم ہے جس کی سنگینی اور خطرناکی کے اثرات انسان کی روح پر مرتسم ہو جاتے ہیں، دنیا میں گناہوں کی کثرت اور دلوں پر پڑے ہوئے دبیز پردوں کے باعث انسان کو اس سنگین اور تباہ کاری اور ذاتی نقصان کا احساس نہیں ہوتا۔ مگر بروزِ قیامت یہ جرم پوری شدت کے ساتھ سامنے آئے گا۔ اور تب انسان کو پتہ چلے گا کہ وہ قرآنی احکام و قوانین پر عمل نہ کر کے خود اپنی ذات پر ظلم کرتا رہا ہے۔

انسانیت کے لیے صحیفہ ہدایت ہونے کے ناطے قرآن پر عمل پیرا ہونا اس کا حق اور اس پر عمل سے پہلوتہی اور کنارہ کشی قرآن پاک کی حق تلفی ہے۔ یہ عمل انسانیت ہی کے خلاف ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک بے عملوں کے خلاف بارگاہِ خداوندی میں دادخواہ ہوگا، اور فریاد کرے گا کہ ایسے ظالموں کو سخت ترین سزا دی جائے اور انسانی دستور العمل کے خلاف زندگی گزارنے کی پاداش میں ان پر ہلاکت طاری کی جائے، ان کو عزت و آبرو اور رتبہ و مقام سے محروم رکھا جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی اس شان کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

ثلاثة تحت العرش يوم القيامة القرآن يحاج العباد[1]

قیامت کے روز تین چیزیں عرش کے زیرِ سایہ جلوہ گر ہوں گی، ان میں سے ایک قرآن ہے جو بے عمل بندوں کے خلاف اپنا مقدمہ پیش کرے گا۔

قیامت کے روز تارکِ قرآن کی جو درگت بنے گی وہ اپنی جگہ رہی، دنیا میں بھی اس کی زندگی سے خیر و برکت چھین لی جاتی ہے اور وہ بے ثمر درخت کی طرح رہ جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان البيت الذى لا يتلى فيه كتاب الله عز وجل ضاق باهله

---

[1] شرح السنة

وقل خیرہ وخرجت منہ الملئکۃ وحضرتہ الشیاطین۔ [۱۲]

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت نہیں کی جاتی اس کے رہنے والے تنگ ہو جاتے ہیں اور وہاں سے خیر و برکت اٹھالی جاتی ہے۔ فرشتے اس جگہ کو چھوڑ جاتے ہیں اور شیاطین وہاں ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان الذی لیس فی جوفہ شیئ من القرآن کالبیت الخرب۔ [۱۳]

جس شخص کے پیٹ میں قرآن پاک کا کوئی حصہ نہ ہو، وہ اس گھر کی طرح ہے جو ویران و بے آباد اور خراب حالت میں ہو،

قرآن پاک سے کسی بھی نوعیت کی روگردانی بلاؤ آفات کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور ذلت و رسوائی کا سامان کرنا ہے۔ عہد درخشاں کے مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل کی بدولت ہی غالب و پرہیبت تھے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

○

---

[۱۲] احیاء ۱، ۲۸۲ - [۱۳] ترمذی ۱۵۷، مشکوٰۃ ۱۸۶۱

Marfat.com

فضائلِ تعلیم

علم کا نشہ

انسان طبعی طور پر علم و حکمت کا شیدائی اور فکر و نظر کا دِلدادہ ہے، وہ جہالت و

علم، وہ زرِ خالص ہے۔ جس کی آب و تاب کبھی ماند نہیں پڑتی۔ وہ ابرِ نوبہار ہے، جس کے قطرات مردہ رگوں میں، زندگی کی لہر دوڑا دیتے ہیں، وہ شگفتہ پھول ہے، جس کی عنبر بار مہک سے روح جھوم اٹھتی اور انگڑائی لے کر بیدار ہو جاتی ہے، وہ حیات بخش روشنی ہے، جو زندگی کے سارے گوشے منور کر دیتی ہے۔

علم کی اسی نورانی روشنی سے، فکر و نظر کی راہیں منور کرنے، اس کی خوشبو ہر طرف بکھیر نے اور دلوں کو جہالت کے خلاف صف آرا کرنے کا نام "تعلیم" ہے۔ چونکہ یہ ایک ہمہ گیر فوائد رکھنے والا بڑا ہی بابرکت عمل ہے۔ اس لیے اس کے فضائل پر بطورِ خاص روشنی ڈالی گئی ہے، اور اس کی عظمت و اہمیت کا راز آشکار کیا گیا ہے، تاکہ امت علم کی روشنی اور خوشبو، دوسرے افراد تک پہنچانے میں سرگرمی دکھلائے اور خصوصی طور پر اس طرف توجہ دے، چنانچہ جہاں تعلیم کی فضیلت سے آگاہی بخشی گئی ہے، وہاں اس عمل مبارک سے روگردانی کرنے والے کو ڈرایا بھی گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

من علم علما فلہ اجر من عمل بہٖ و لا ینقص من اجر العامل

جس نے کسی کو علم سکھایا دوسرے نے اس پر عمل کیا پہلے کو بھی اس کا ثواب ملےگا اور دوسرے کے اجر میں بھی کمی واقع نہ ہوگی۔

ایما رجل آتاہ اللہ علما فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجام من نار۔

جس کو اللہ نے علم دیا، اس نے چھپایا۔ قیامت کے روز اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائیگی۔

بے علمی کی تاریکیاں پسند نہیں کرتا اور جہاں تک ممکن ہو ان سے دامن بچا کر علم کے اجالوں میں آنے کے لیے بیقرار و کوشاں رہتا ہے، اگر اسکا بس چلے تو تمام علوم اپنے سینے میں انڈیل لے اور ساری ہی معلومات گھول کر پی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جاہل بھی خود کو جاہل اور ان پڑھ کہلانا گوارہ نہیں کرتا اور جس قدر تجربات اور معلومات اُسے حاصل ہوں ان ہی کی بناء پر خود کو قابل و فائق اور باوزن محسوس کرتا ہے، اور اپنی اس محدود علمی یا تجرباتی کائنات میں اتنا منہمک و مدہوش رہتا ہے کہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، اور اپنی ذات کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔

خود کو اتنا بھاری، برتر اور اپنے تجربہ و فن کی بناء پر عظیم و جلیل تصور کرنے کا سبب یہ ہے کہ کسی بھی چیز کا نظریاتی یا عملی علم و تجربہ ایک روشنی ہے، ایک سرور و خمار ہے، ایک طرح کی خوشبو آدمیت کا وقار اور انسانیت کا زیور ہے۔ چنانچہ جب یہ کسی کو حاصل ہوتا ہے تو وہ اپنی دنیا میں مخمور و مدہوش اور کسی حد تک خود پسند بھی ہو جاتا ہے، ایک ماہر کاریگر کسی صاحب علم کو خاطر میں نہیں لاتا، اور اپنی فنی عظمت کو اُس کے نظریاتی علم سے بہتر تصور کرتا ہے، ایک ڈاکٹر کسی طبیب کی فنی مہارت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور سمجھتا ہے کہ اس کے فن کی باریکیاں طبی تحقیقات سے بلند تر اور جدید آلات سے ہم آہنگ ہیں۔ جب کہ ایک طبیب کا نظریہ اپنے فن شریف کے بارے میں بالکل برعکس ہوتا ہے۔ ایک سیاست دان اپنی دانست میں علوم دینی کے ماہر اور صاحب نظر دانشور کو حالات سے بے خبر تصور کرتا ہے۔ اور اپنی جدید معلومات کی بناء پر اُسے بنظرِ استحقار دیکھتا ہے، جبکہ اِس صاحبِ فضل و کمال کی نظر میں اس سیاست دان کی حیثیت ایک مداری سے زیادہ نہیں ہوتی اور وہ اُسے وقتِ نظر سے محروم محض حروف شناس بے وقوف تصور کرتا ہے اور اس حقیقت پر یقین رکھتا ہے کہ وہ اس بیکراں سمندر سے ناآشنا ہے۔ جو اس کے سینے میں موجزن ہے۔

یہ تمام حقائق اس امر کے شاہد اور اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ علم کسی بھی چیز کا ہو بہر حال

Marfat.com

وہ حضرتِ انسان کو گراں بار بناتا ہے اس کے لیے علم و تحقیق کے دریچے کھولتا اور اُسے فکر و نظر کی صلاحیتیں عطا کرتا ہے۔ جس وجہ سے انسان میں یہ بڑائی، بلند نظری، جلالت اور خودنگری آجاتی ہے۔

جب عمومی علوم و تجربات کی یہ شان ہے تو قرآنی علوم کی عظمت کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جو واقعی نور ہے، اور اس کا نور ہونا منصوص اور قطعی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

من تلا آیۃ من کتاب اللہ کانت لہٗ نوراً یوم القیامۃ۔[1]

جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی وہ بروزِ قیامت اس کے لیے نور ہوگی۔

چنانچہ جس خوش قسمت کو یہ قرآنی نور حاصل ہوتا ہے اس کی شان ہی اور رہتی ہے، وہ کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور دنیا اور اس کے زخارف سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ایسے عظیم المرتبت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا انداز اختیار کرے کیونکہ انوار کا منبع اس کے دل و دماغ اور سینے سے ضوفشاں ہوتا ہے۔

مُعلّمِ قرآن کی شان

دنیا میں علم کی قدر شناسی اور اس کا معیار قائم کرنے کا بھی دستور ہے، فاضل، ادیب، بی اے اور ایم اے وغیرہ کی سندات اس کے علمی معیار کے تعین ہی کے لیے دی جاتی ہیں، پھر جیسے جیسے اس کے معیار میں اضافہ اور علمی مہارت میں تنوع پیدا ہوتا جاتا ہے، اس کی سندیں بھی بڑھتی جاتی ہیں اور اسی تناسب سے اس کی شخصیت بھی قدآور ہوتی جاتی ہے جس کا اظہار مخصوص طریقوں کے علاوہ خصوصی مراعات اور بھاری وظائف کی صورت میں بھی کیا جاتا ہے۔

---

[1] مسند احمد عن ابی ہریرہ۔

Marfat.com

کسی اونچے منصب کے لیے معمولی علم والے کو کبھی بھی وہ پذیرائی نصیب نہیں ہوتی جو کسی ثقہ علم والے کو حاصل ہوتی ہے۔ اسے منصب جلیل کے لیے ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے اور از راہِ قدر دانی ایسے انعام و اکرام اور خصوصی اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔ جس سے غیر عالم محروم رہتا ہے۔

قرآنی علوم و معارف سے آگاہی حاصل کرنے کے سلسلے میں بھی یہ قانون اسی طرح بغیر کسی ترمیم کے بعینہٖ موجود ہے، ایک شخص جس قدر زیادہ قرآنی علوم سیکھتا اور دوسروں کو سکھانے کے قابل بنتا ہے اور عملی طور پر سیکھنے سکھانے اور تعلیم دینے میں حصہ بھی لیتا ہے اسے رب تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مراعات اور عنایات حاصل ہوتی ہیں، وہ پیکر علم و فضل، ساری کائنات کی توجہ کا مرکز، محبوب خلائق اور منفرد مقام کا مالک بن جاتا ہے، دنیا والے اُسے جو چاہے سمجھتے اور خیال کرتے رہیں، مگر اللہ تعالیٰ اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کی نظر میں وہ معزز و قابلِ تکریم اور محبوب و پسندیدہ ہوتا ہے۔

اسے اعزازات رب تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی کتاب پڑھتا ہے، ظاہر ہے، جس مکتب کا نصاب پڑھا جائے وہی سند اور انعام دیتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے معلّم قرآن کو حاصل ہونے والے اعزازات، ثواب اور فضل و کمال کو مختلف احادیث میں بیان فرمایا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہٗ ؎۱

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پاک خود سیکھے اور سکھائے۔

(۲) ان الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ سبحانہٗ وما والاہ

؎۱ بخاری و مشکوٰۃ، ۱۸۳۔

او معلم او متعلم۔ [16]

ذکر الٰہی، اہل ذکر و فکر، معلّم اور طالب علم کے سوا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے۔

قرآن پاک کی تعلیم دینے والے کو بارگاہ خداوندی میں جو قرب و اعزاز نصیب ہوتا ہے اس حدیث پاک کی روشنی میں اس کا اندازہ بہت آسان ہے۔ تعلیم قرآن کی بدولت وہ حکمت کے ان شبستانوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ جہاں لعنت اور نحوست کے سائے تک نہیں جاتے، اور وہ دنیا کی بدبختیوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

۲۔ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ عمل کر کے نیکیاں کمانے کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ وہ خواہش کے باوجود بھی دنیا میں آکر دوبارہ ذخیرۂ حسنات میں اضافہ نہیں کر سکتا۔

البتہ معلّم قرآن ہی ان خوش نصیبوں میں سے ہے جس کے عمل کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ دنیا میں اس نے جو دوسروں کو تعلیم دی ہوتی ہے اس کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے اس کے اجر و ثواب کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اس طرح تعلیم قرآن کا عمل صدقہ جاریہ بن جاتا ہے، اور یہ اتنا بڑا اجر ہے جس کا اندازہ مرنے کے بعد ہی ہوگا، یا ان مردوں سے ہو سکتا ہے جو زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور نماز کی دو رکعتوں کے ثواب کو اپنے لیے زمین و آسمان سے افضل سمجھتے ہیں۔

اذا مات ابن آدم انقطع عمله الامن ثلاثة الامن صدقة جارية، او علم ينتفع به، او ولد صالح يدعوله۔ [17]

مرنے کے بعد انسان کا سلسلہ عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ البتہ تین اعمال کا ثواب ملتا

---

[16] ترمذی ۲۰، ۵۶ ابواب الزہد۔ [17] مسلم شریف، مشکوٰۃ ۳۲، کتاب العلم،

Marfat.com

دیتا ہے۔ صدقہ جاریہ، نفع رساں علم، اور نیک بچہ جو اس کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔

(۴) ان اللہ سبحانہ وملئکتہ واھل سماواتہ وارضہ حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت فی البحر لیصلون علی معلم الناس الخیر۔ عشلہ

بیشک اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرماتا ہے، فرشتے استغفار کرتے ہیں، اور اہل زمین و آسمان یہاں تک کہ چیونٹی بل میں اور مچھلی سمندر میں دعا کرتے ہیں، اس شخص کے لیے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

من علم ابنالہ القرآن نظرا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر، ومن علمہ ایاہ ظاھرًا فکلما قرء الابن آیۃ رفع اللہ بھا الاب درجۃ حتی ینتھی الی اخر ما معہ من القرآن۔ عللہ

جو شخص اپنے بیٹے کو قرآن کی ناظرہ تعلیم دلائے خدا تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جو حفظ کرائے تو اس کو یہ شان عطا ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا ایک آیت پڑھے تو باپ کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ اسی حساب سے آخر تک اس کے درجات بلند ہوتے رہتے ہیں۔

(۶) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں۔

ہم لوگ "صفہ" یعنی مسجد کے چبوترے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا، کسی کی یہ خواہش ہے کہ وہ روزانہ وادی بطحان یا وادی عقیق میں جائے اور چوری چکاری اور گناہ

عشلہ ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ، کتاب العلم۔ عللہ طبرانی عن انس۔ ارشاد العباد، باب فضل القرآن ۷۰

کا ارتکاب کیے بغیر وہاں سے ہر روز دو پلی ہوئی کوہان دار اونٹنیاں لے آیا کرے؟

سب نے عرض کی!

آقا! یہ تو ہر شخص کی خواہش ہے۔

آپ نے فرمایا، اگر یہ بات ہے تو کیا تم سے کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا کہ صبح مسجد میں جاتے اور دو آیات پڑھے یا ان کی تعلیم دے۔ یہ عمل اونٹنیوں کے حصول سے بہتر ہے، جتنی آیات کی تعلیم دے گا یا پڑھے گا اتنی ہی اونٹنیوں کا ثواب ملے گا۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن فی الصفۃ، فقال: ایکم یحب ان یغدو کل یوم الی بطحان او العقیق فیاتی بناقتین کوماوین فی غیر اثم ولا قطع رحم؟ فقلنا یا رسول اللہ! کلنا نحب ذالک، قال، افلا یغدو احدکم الی المسجد فیعلم او یقرء اٰیتین من کتاب اللہ، خیر لہ من ناقتین وثلاث خیر لہٗ من ثلاث واربع خیر لہ من اربع۔ [۲۵]

تعلیم کتاب کی اہمیّت

کتاب الٰہی کی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اس زندہ حقیقت اور باریک نکتے سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ولادت باسعادت سے پہلے جناب ابراہیم خلیل علیہ السّلام نے نبی آخر الزمان کی بعثت کے لیے جو دعا کی تھی اس میں یہ تمنّا اور آرزو بھی شامل تھی کہ وہ نبی اس دنیا میں تشریف لا کر مخلوق اور اہلِ دنیا کو کتاب اللہ کی

---

[۲۵] مسلم، مشکوٰۃ، کتاب فضائل القرآن

Marfat.com

کی تعلیم دے اور اس کے اسرار و رموز سے آگاہ کرے۔

ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم [1]

اور ایسا رسول بھیج جو انہیں کتاب و حکمت سکھاتے اور پاک کرے۔

تعلیم کتاب کی طرف جناب خلیل اللہ علیہ السلام کی توجہ اس لیے گئی کہ نبی کی بعثت اور آمد کا مقصد ہی تب پورا ہوتا ہے جب عوام اس سے کتابِ الٰہی کی تعلیم حاصل کریں۔ کیونکہ نبی کی آمد کا مدعا و مقصد لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانا اور ان میں انسانی قدروں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اور یہ چیز اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب اللہ کی کتاب پڑھی جائے اور اس کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ و جاری کیا جائے۔ اس لیے جناب ابراہیم علیہ السلام نے روزِ اوّل ہی اس حقیقت کو محسوس کر کے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی کہ نبی آخر الزمان بھی مبعوث فرمائے جائیں۔ اور ان کے ساتھ کتاب کا بھی انتظام کیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم کتاب کی طرف بطور خاص توجہ دی۔ اور اسے اپنی کوششوں کا مرکزی نقطہ قرار دیا۔

ایک روز آپ تشریف لائے تو دیکھا اصحاب طریقت کی دو مجلسیں قائم و آباد ہیں، ایک گروہ یادِ الٰہی اور ذکر و مناجات میں مصروف ہے اور دوسرا کتابِ الٰہی کے مطالب سمجھنے اور دوسروں کو اسرار و معارف سے آگاہ کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔ آپ نے کسی توقف کے بغیر اس دوسرے گروہ کو ترجیح دی۔ اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اور ایک ایسا نکتہ ارشاد فرمایا جس سے تعلیم کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا

پہلا گروہ رب تعالیٰ سے اپنی ذات کے لیے سوال کر رہا ہے اس کے پیشِ نظر صرف اپنی ذات ہے۔ خدا تعالیٰ چاہے تو اُسے قبولیت عطا فرمائے چاہے تو رد کر دے۔

---

[1] البقرہ۔

مگر دوسرا گروہ کتاب الٰہی کے حقائق و معارف سے پردہ اٹھانے میں مصروف ہے لوگوں کو تعلیم دے رہا ہے ان کے پیشِ نظر اُمّت کی خیرخواہی ہے۔ اس لیے یہ فائق و برتر ہے، اس کا معلم ہونا افضل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ میں بھی مُعلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

انما بعثت مُعَلِّمًا۔ [۲۲]

آپ بڑے اہتمام کے ساتھ کتاب الٰہی کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ایک روز میں نماز ادا کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے مجھے آواز دی، چونکہ نماز میں مصروف تھا اس لیے جواب نہ دیا۔ اور نماز مکمل کر کے دربار اقدس میں حاضر ہوا، آپ نے تاخیر کی وجہ پوچھی؟ میں نے بتا دیا کہ نماز پڑھ رہا تھا اس لیے دیر ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن پاک کی یہ آیت نہیں پڑھی جس میں یہ حکم ہے کہ جب تمہیں خدا اور رسول طلب کریں تو فوراً حاضری دو!

استجیبوا اللّٰہ وللرسول اذا دعاکم [۲۳]

اس جگہ یہ خدشہ دور کر دینا ضروری ہے کہ

حضرت ابوسعید کو بھی یہ ربانی حکم معلوم تھا مگر وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ حکم عباداتؐ کے علاوہ دیگر اوقات کے لیے مخصوص ہے نمازی اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اس کے لیے اتنی گنجائش اور اجازت ہے کہ عبادت سے فارغ ہو کر حاضر ہو اور بیشک قدرے دیر کر لے، مگر آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ان کی یہ غلط فہمی دور کر دی اور بتا دیا یہ حکم تمام حالات کے لیے اور بالکل عام ہے، انسان کسی بھی حالت میں ہو اللہ کے رسول کی طلبی پر فوراً حاضر ہونا اس کے لیے لازم اور ضروری ہے۔ جو اس حکم سے سرتابی کرے گا وہ مجرم و گنہ گار ہو گا۔

---

[۲۲] ابن ماجہ   [۲۳] الانفال

Marfat.com

آپ نے حضرت ابو سعید کو سرزنش اس لیے نہ کی کہ جانتے تھے، کہ ان کی نیت درست ہے اور انہوں نے اجتہاد کی بنا پر اس آیت کا جو مفہوم سمجھا ہے اس پر عمل کیا ہے۔ ان کے خلوص اور ارادے میں کوئی فتور نہیں پھر آپ نے حضرت ابو سعید کو ارشاد فرمایا۔

الا اعلمك اعظم سورة فی القرآن قبل ان تخرج من المسجد۔ عـ۲۵

کیا میں تمہیں مسجد سے باہر جانے سے پہلے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت نہ سکھا دوں۔

حضور کی اس نگاہِ کرم پر میری خوشی کی انتہا نہ رہی، پھر جب جانے کا وقت آیا تو میں نے عرض کی۔

آقا! آپ نے سورت کی تعلیم دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور سورہ فاتحہ کی تعلیم دی۔

عـ۲۵ مشکوۃ، ۱۸۴۔

تلاوت کی فضیلت

عظیم ترین عبادت

بارگاہِ خداوندی میں انسان کی مقبولیت کا راز اس کی شانِ بندہ نوازی کے علاوہ بندے کی اتباع و اطاعت اور اندازِ عبادت میں بھی پوشیدہ ہے۔ جس درجے کا وہ عابد و فرمانبردار

قرآن پاک روح کی غذا اور اس کی شافی دوا ہے۔ جس طرح انسانی جسم کو مختلف عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ بھوک اور پیاس لگے تو پانی، دودھ اور دیگر شربات کے علاوہ عمدہ اور لذیذ غذائیں اسے تسکین بخشتی ہیں، بیمار پڑجائے تو دوائیں اس کے بگڑے مزاج کو اعتدال پر لانے کا کامیاب سامان کرتی ہیں۔ اسی طرح روح کی بھوک پیاس اور بیماری کا واحد اور موثر علاج کلام ربانی کی تلاوت ہے۔ اس کی زبردست اور غیرمادی تاثیر سے روح تیزی سے شفایاب ہوتی اور شوق افزا تسکین محسوس کرتی ہے۔

وجہ یہ کہ روح عالم بالا کی چیز ہے اور ایک مستور حقیقت ہے، جس کے تقاضے اور ضروریات جسمانی نظام سے مختلف ہیں، جسم کی کفالت کرنے والی مادی چیزیں اس کی ضروریات کی کفیل نہیں ہو سکتیں، اس لیے اس کی طبیعت، طلب اور مزاج کے مطابق اسے قرآن پاک عطا کیا گیا ہے، تاکہ وہ اس کلام کی تلاوت کرے اور ان عوارض سے چھٹکارا حاصل کرے جو اسے لاحق ہو سکتے ہیں۔

غرض تلاوت ایمان کی تازگی و بالیدگی کا سبب اور روح کا نور ہے، اس سے عالم نور کی راہیں کھلتی اور قرب کی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ اسی لیے اہلِ قرآن کو تلاوت کی طرف بطور خاص متوجہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اور مخلص و اطاعت گزار ہو، اسی کے مطابق اُسے قرب و حضور اور مرتبہ نصیب ہو جاتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ۲۵

تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہو۔

عبادات کی نوعیتیں مختلف ہیں جو جسمانی، مالی، انفرادی اور اجتماعی عبادات کی صورتوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ کسی کا مقصد تہذیب نفس و تعمیر اخلاق ہے۔ کسی سے ایثار و سرفروشی کی تربیت دینا مقصود ہے۔ کسی سے دوسروں کا ہمدرد و غمگسار بنانا مطلوب ہے، اور کسی عبادت کا فائدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے عمل میں یک رنگی و اجتماعیت کا شان پیدا ہو جاتے اور وہ ملکی سطح کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنے مسائل پر غور کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اپنے مقصود و مدعا کے لحاظ سے جس طرح عبادات مختلف ہیں، اسی طرح اپنے درجات اور اجر و ثواب کے لحاظ سے بھی ان میں نمایاں تفاوت ہے۔ سب سے افضل عبادت کلام الٰہی کی زیارت اور اس کی تلاوت ہے۔ کیونکہ اس عرصہ میں بندہ اپنے رب سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور ایک بندے کے لیے اس سے بڑے منصب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

افضل عبادۃ امتی تلاوۃ القرآن۔ ۲۶

میری امت کی افضل ترین عبادت قرآن پاک کی تلاوت ہے۔

جب بندہ اپنے رب کی کتاب پڑھنے میں مصروف ہو تو اللہ کی رحمت پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ایک شخص کسی خوش گلو مغنیہ کا گانا بھی اس انہماک اور توجہ سے نہیں سُنتا جس قدر اپنی شان کے لائق التفات فرما کر رب تعالےٰ اپنے بندے کا قرآن سُنتا ہے۔

۲۵۔ سورۃ الحجرات ۱۳۔ ۲۶۔ احیاء العلوم ۱۰ : ۲۸۱

لله اشد اذنا الی قارئ القرآن من صاحب القینۃ الی قینتہ۔ [۲۷]

تلاوت میں مشغول رہنے کے باعث اگر بندے کو اپنے رب سے مانگنے اور دعا کرنے کا موقعہ نہ ملے تو اُسے یہ خصوصی اعزاز بخشا جاتا ہے کہ محروم نہیں لوٹایا جاتا۔ اور دوسروں سے بہتر عطا کیا جاتا ہے۔

من شغلہ قراءۃ القرآن عن دعائی ومسئلتی اعطیتہ افضل ثواب الشاکرین۔ [۲۸]

قرآن پاک کی تلاوت جس شخص کو سوال و دعا سے باز رکھے اور اُسے عرض معروض کا موقعہ نہ ملے تو اُسے شاکرین کا افضل ترین ثواب عطا کرتا ہوں۔

دلوں کے زنگ کا علاج

جس طرح جسم کو ظاہری امراض و عوارض لاحق ہوتے ہیں اور اُسے درست کام کرنے سے روک دیتے ہیں، جنہیں دور کرنے کے لیے باقاعدہ علاج کرانا پڑتا ہے۔ اسی طرح قلب و روح پر بھی امراض طاری ہوتے ہیں۔ جو انہیں غلیظ و ناکارہ بنا دیتے ہیں، اور کسی کام کا نہیں رہنے دیتے۔ روحانی امراض کا شکار ہو کر انسان شیطان اور جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اور اپنی عظمت و کرامت کھو دیتا ہے۔ اس مہلک اور تباہ کن مرض سے بھی نجات حاصل کرنے کے لیے اُسے علاج کرانا پڑتا ہے۔ علاج مرض کی نوعیت و کیفیت کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ تلاوتِ کلام پاک کو دل کی باطنی بیماری کا مؤثر ترین علاج قرار دیا گیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان القلوب تصدأ کما یصدأ الحدید۔ [۲۹]

---

[۲۷] احیاء العلوم ۱/۲۸۱۔ [۲۸] ترمذی۔ [۲۹] بیہقی۔

Marfat.com

(جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگتا ہے۔)

عرض کی گئی حضور! اس کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

تلاوت القرآن وذکرالموت ۔

(قرآن پاک کی تلاوت اور موت کا ذکر)

مولا علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ تلاوتِ قرآن جسمانی امراض سے بھی نجات بخشتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

ثلاث یزدن فی الحفظ، ویذھبن البلغم ۔ السواک والصیام وقراءۃ القرآن ۔ [۳۰]

(تین چیزیں حافظہ کو تیز کرتی اور بلغم سے نجات دلاتی ہیں۔ مسواک، روزہ اور تلاوت قرآن پاک۔)

فرشتوں کی حاضری

فرشتے خوراک اور غذا کی احتیاج سے پاک ہیں۔ ان کی قوت کا سرچشمہ اور ان کی غذا اللہ کی یاد اور اس کی عبادت ہے۔ اسی کے سہارے وہ جیتے اور اسی کے لیے وہ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ ان کے شوق کا منتہا یہی ہوتا ہے کہ عبادات کی محفلوں میں جائیں اور بندوں کیساتھ شریک محفل ہو کر لطف اٹھائیں اور اپنی روحانی ضرورت پوری کریں۔

قرآن پاک کی محفلیں ان کے ذوق و شوق کی خصوصی آماجگاہ ہوتی ہیں۔ وہ ان میں بڑی رغبت اور کثرت سے حاضر ہوتے ہیں، اور تلاوت کرنے والوں کو چومتے، ان کے گرد و پیش گھومتے اور ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں، قرآن کے قاری کی زیارت اور اس کی تلاوت سے

---

[۳۰] احیاء العلوم ۱، ۲۸۲۔

انہیں بے حد خوشی ہوتی ہے۔

یہ روایات اس حقیقت کو پوری طرح واضح کرتی ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان البیت الذی یتلی فیہ القرآن اتسع باھلہ وکثر خیرہ وحضرتہ الملئکۃ وخرجت منہ الشیاطین۔ [۳۱]

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے وہاں کے رہنے والوں کو خیر و برکت اور وسعت نصیب ہوتی ہے۔ فرشتے وہاں حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

(۲)۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اذا قرء الرجل القرآن قبل الملک بین عینیہ۔ [۳۲]

جب آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے۔

(۳)۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اذا ختم العبد القرآن صلی علیہ عند ختمہ ستون الف ملک [۳۳]

جب بندہ قرآن پاک ختم کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ختم میں شریک ہوتے اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔

(۴) جناب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ایک بڑی ہی سہانی تاروں بھری رات تھی، ہر شے چاندنی میں نہائی ہوئی تھی، اس کے بھیگے ہوئے البیلے موسم میں انہوں نے تلاوت شروع کر دی، مترنم

---

[۳۱] ایضاً۔ [۳۲] ایضاً۔ [۳۳] ارشاد العباد۔ ۶۷

اور شیریں آواز نے ماحول پہ جادو کر دیا، یوں محسوس ہونے لگا کہ فضا تھم گئی ہے
اچانک اس پرسکون اور ٹھہرے ہوئے ماحول کو گھوڑے کی کڈکڑیوں نے توڑ دیا۔ حضرت اسید کے پاس بندھا ہوا گھوڑا اچھلنے کودنے لگا، جیسے ڈر گیا ہو۔

حضرت اسید کا بیٹا پاس ہی لیٹا ہوا تھا، یہ ڈر گئے کہیں گھوڑے کا پاؤں اس پر نہ آجائے اس لیے خاموش ہو کر گھوڑے کو دیکھنا شروع کر دیا۔

یہ چپ ہوئے تو گھوڑا بھی ساکن ہو گیا۔

جب انہوں نے دیکھا۔ گھوڑا آرام سے کھڑا ہو گیا ہے اور خطرہ ٹل گیا ہے تو پھر ترتیل اور تجوید کے ساتھ تلاوت شروع کر دی۔

تھوڑی دیر تک گھوڑا کھڑا رہا، مگر پھر اس نے کان کھڑے کر لیے اور پہلے کی طرح کودنا شروع کر دیا۔

حضرت اسید نے تلاوت کا سلسلہ پھر منقطع کر دیا۔ جونہی چپ ہوئے گھوڑا بھی ساکن ہو گیا۔

چند بار ایسا ہی ہوا حضرت اسید کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا بات ہے۔

آخر انہوں نے تلاوت بند کر دی کیونکہ پہلو میں سوئے ہوئے اپنے بیٹے یحیٰی کا بار بار خیال آرہا تھا، اچانک ان کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھ گئی۔ وہ ایک حیرت انگیز نورانی منظر دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

انہوں نے بادل جیسا ایک خوبصورت سا ہالہ دیکھا جیسے اس میں کافوری شمعیں روشن ہوں۔ وہ اس عجیب و غریب شے کو دیکھتے ہی رہ گئے، آہستہ آہستہ وہ نورانی ہالہ اوپر کی طرف بلند ہوتا گیا اور بالآخر ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

Marfat.com

صبح حضرت اسید نے یہ سارا واقعہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش

کیا۔ آپ نے فرمایا۔

اے اسید!

تلاوت کا سلسلہ جاری رکھنا تھا وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت سننے

کے لیے آتے تھے۔ اگر تم قرآن خوانی میں مصروف رہتے تو وہ زمین پر اتر آتے،

اور لوگ ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ [۳۴]

○

[۳۴] مشکوٰۃ: ۱۸۴

Marfat.com

آدابِ تلاوت

کتاب الٰہی کوئی عام سی کتاب نہیں جسے جب چاہا اور جیسے چاہا اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا، بلکہ ربّ کائنات کی عظیم کتاب ہے۔ جسے پکڑنے اور پڑھنے کے باقاعدہ آداب و ضوابط مقرر کیے گئے ہیں۔ ان ضوابط کو نظر انداز کر کے تلاوت کرنے والا مجرم تصور کیا جاتا ہے، اور ثواب و اجر کی بجائے سزا و عذاب کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔

اس لیے یہاں وہ آداب پیش کیے جاتے ہیں، جن کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اور جن کے بغیر نہ تلاوت کا لطف آتا ہے نہ اجر و ثواب ملتا ہے۔ اور نہ ہی قلب و روح پہ تلاوت کا اثر و گداز اور سوز و کیف محسوس ہوتا ہے۔ صحیح طور پر فیضانِ قرآن حاصل کرنے اور

لطف و لذت اٹھانے کے لیے یہ آداب اتنے ہی ضروری ہیں جیسے نماز کے لیے وضو اور دعا کے لیے خشوع۔

سلسلہ آداب تلاوت کی پہلی کڑی :۔

طہارت و پاکیزگی

اگر ناظرہ قرآن پاک پڑھنا ہو یعنی دیکھ کر تلاوت کرنی ہو تو پھر آداب میں یہ بات داخل ہے کہ قاری باوضو اور پاک صاف ہو، بے وضو قرآنی اوراق کو نہیں چھو سکتا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

لا یمسہ الا المطھرون ۔ [۳۵]

پاک لوگ ہی اسے ہاتھ لگائیں۔

اگر کوئی شخص دیکھے بغیر زبانی تلاوت کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے بے وضو پڑھنے کی بھی گنجائش ہے، یعنی وہ اس حالت میں بھی تلاوت کر سکتا ہے۔

آغازِ تلاوت

قرآن پاک کا حکم ہے اس پاک و مقدس کتاب کی تلاوت سے پہلے شیطان رجیم کو وہاں سے بھگا دو، جس کی صورت یہ ہے کہ تعوذ پڑھو شیطان سے امان اور اس کی وسوسہ اندازی اور دسیسہ کاری سے پناہ حاصل ہو جائے گی۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ [۳۶]

(جب تو قرآن پڑھنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ و اماں طلب کر شیطان مردود سے)

---

[۳۵] سورہ الواقعہ [۳۶] سورہ النحل

Marfat.com

چنانچہ قاری سب سے پہلے یہ پڑھے۔

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم رب اعوذ بک من ھمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون۔ [۳۷]

ہر شے کا علم رکھنے والے اور ہر چیز سننے والے اللہ کی حفاظت و امداد چاہتا ہوں، مردود شیطان کے شر و فساد سے بچنے کے لیے۔

اے رب میرے! میں تیری قوت و عطا کے ساتھ شیاطین کی فساد انگیزی اور ان کے قرب سے بچنا چاہتا ہوں۔

اس کے بعد سورہ فلق اور سورہ فاتحہ ایک بار پڑھے۔

اس ابتدائی مرحلے سے فارغ ہو کر تلاوت شروع کرے۔ اور دل لگا کر پڑھے۔ طبیعت پر جبر اور زبردستی نہ کرے۔ اگر تھک جائے یا خیالات میں پراگندگی محسوس کرے تو رک جائے۔ یہ آداب کے خلاف ہے کہ طبیعت ساتھ نہ دے رہی ہو جسم کے اعضا راحت و آرام اور سکون کے لیے احتجاج کر رہے ہوں مگر قاری اپنی ہی دھن میں لگا رہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اقرءوا ما ائتلفت قلوبکم، فاذا اختلفتم فقوموا عنہ۔ [۳۸]

جب تک دل لگا رہے پڑھو، جب طبیعت پراگندہ ہو جائے تو اٹھ جاؤ۔

انداز نشست

قبلہ رو ہو کر دو زانو بیٹھے اور ادب کے ساتھ قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت کرے، چلتے پھرتے اور لیٹ کر پڑھنے کی بھی اجازت ہے، کیونکہ یہ ذکر ہے اور ذکر ہر حالت میں جائز ہے

---

[۳۷] سیا ۱۰۰، ۲۸۶ [۳۸] بخاری۔ ۷۵۷۔

Marfat.com

الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبھم ۔ عـ۳۹ـہ

دانا اہل ایمان کی شان یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب کھڑے ہوتے ہیں، اور

جب بیٹھے ہوتے ہیں اور جب لیٹے ہوتے ہیں۔

مگر یکسوئی اور آداب کے ساتھ بیٹھ کر تلاوت میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

مختلف حالات میں تلاوت سے اجر و ثواب میں جو تبدیلی آجاتی ہے اس کی تفصیلات

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، آپ فرماتے ہیں۔

نماز میں کھڑے ہو کر تلاوت کرنے سے ایک حرف کے بدلے پانسو نیکیوں کا ثواب

ملتا ہے۔ نماز کے علاوہ عام حالات میں باوضو تلاوت سے پچیس نیکیوں کا اور

بے وضو تلاوت سے صرف دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ عـ۴۰ـہ

طرزِ تلاوت

تلاوت ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے۔ یہی قرآن پاک کا حکم ہے۔

ورتل القرآن ترتیلا ۔ عـ۴۱ـہ

اور قرآن پاک کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

شعروں کے انداز میں تیز تیز اور حروف کاٹ کر پڑھنا ممنوع و حرام ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اگر میں سکون و اطمینان کے ساتھ اور ٹھہر ٹھہر کر سورۃ آل عمران اور سورہ البقرہ یعنی صرف

دو سورتیں پڑھوں تو یہ مجھے تیزی کے ساتھ سارا قرآن پاک کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

عـ۳۹ـہ سورۃ آل عمران عـ۴۰ـہ احیاء ۱، ۲۸۳ عـ۴۱ـہ سورۃ المزمل

ایک شخص نے نماز میں سورہ البقرہ ترتیل کے ساتھ ختم کی اور دوسرے نے سارا قرآن ختم کیا، بتائیے کس کو زیادہ ثواب ملے گا؟

آپ نے جواب دیا: دونوں ثواب میں برابر ہیں۔

آپ کا مقصد یہ تھا کہ ترتیل کے ساتھ تھوڑا پڑھنا۔ تیزی کے ساتھ زیادہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام کی تلاوت کا انداز یہی تھا۔ وہ تیزی اور سرعت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ترتیل، ٹھہراؤ اور دھیما پن کے قائل تھے، حروف توڑ کر پڑھنا ان کے نزدیک نہ پڑھنے کے برابر تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا

ان ھٰذا ما قرء القرآن ولا سکت ۔ [۴۲]

اس شخص نے قرآن بھی نہیں پڑھا اور چپ بھی نہیں رہا۔

یہ رنجش اور ناراضگی کا وہی انداز تھا، جیسے ہم کسی کو خواہ مخواہ بولتے رہنے اور زبان منہ میں نہ ڈالنے کا طعنہ دیتے ہیں۔

سجدۂ تلاوت

قرآن پاک میں چودہ مقامات ایسے ہیں جہاں پہنچ کر سجدہ کرنا آداب میں داخل ہے۔ قاری کے لیے یہ حکم ہے کہ جب وہ ان مقامات کی تلاوت کرے تو اظہار عجز و بندگی کے لیے اپنے رب کے حضور میں سجدہ ریز ہو جائے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ اہل ایمان (اہل قرآن) کو گزشتہ اقوام کے مقابلے میں اللہ کا فرمانبردار، وفاشعار و اطاعت گزار ثابت کیا جائے۔ کیونکہ ان میں سے بعض وہ مقامات

---

[۴۲] احیاء ۱/۲۸۴

Marfat.com

ہیں جہاں کسی قوم کی سرکشی و بغاوت اور نافرمانی کا ذکر آتا ہے۔ اور یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ تکبر و علو اور ان کی وجہ سے رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے سامنے نہ جھکی اور ابلیس کی طرح اکڑ کر کھڑی رہی۔

مومن کو چاہیے کہ وہ ان سرکش اقوام کے برعکس بارگاہِ ربوبیت میں اپنی بندگی اور عجز و نیاز کا اظہار کرے اور ان کی سرکشی کا ذکر سنتے ہی جھک جائے۔ اور اس عمل کے علاوہ زبان سے بھی اپنی بندگی کا اقرار کرے، اور پہلی اقوام کے عمل سے بیزاری ظاہر کرے۔

بہتر ہے کہ جس قسم کا تذکرہ ہو رہا ہو اسی کے مطابق دعا کرے تاکہ قول و عمل میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے۔ مثال کے طور پر اگر یہ آیت سجدہ تلاوت کرے، خروا سجداً وسبحوا بحمد ربهم جس میں یہ ذکر ہے کہ۔

قرآنی آیات پر اہل ایمان و یقین ہی بھروسہ کرتے ہیں، ان کی عظمت کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے اور اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں، دوسروں کی طرح تکبر و غرور سے کام نہیں لیتے۔

تو اُسے چاہیے کہ اس قسم کی دعا کرے۔

اللهم اجعلني من الساجدين لوجهك والمسبحين بحمدك واعوذ بك

ان اكون من المستكبرين عن امرك او على اوليائك

اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر۔ جو تیرے حضور میں جھکتے ہیں۔ تیری حمد و تسبیح بیان کرتے ہیں۔ میں پناہ مانگتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے ہو جاؤں، جو تیرے حکم سے سرتابی کرتے ہیں۔ یا تیرے اولیائ کے ساتھ تکبر سے پیش آتے ہیں۔

اور اگر یہ آیت سجدہ تلاوت کرے۔

ويخرون للاذقان يبكون ويزيدهم خشوعا۔

جس میں یہ ذکر ہے کہ۔

جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ آیات سن کر روتے ہوئے منہ کے بل گر جاتے

Marfat.com

ہیں۔ اور خشوع و انابت کا اظہار کرتے ہیں۔

اس قسم کے موقعوں پر یہ دعا کرے۔

اللھم اجعلنی من الباکین الیک الخاشعین لک

اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر، جو تیرے حضور روتے اور عاجزی کرتے ہیں،

گریہ و خوف

تلاوت کے دوران گریہ وزاری اور اظہار حزن و خوف بھی آداب تلاوت کے سلسلے کی اہم اور زریں کڑی ہے اسکا مطلب ہے کہ قرآن پاک میں جس مقام پر اللہ تعالیٰ کی قہاریت، اقتدار وسلطنت اور شان انتقام و قوت کا ذکر ہے یا قوموں کی سرکشی پر گرفت اور نزول عذاب کا بیان ہے اُس مقام کی تلاوت کرتے ہوئے بندے پر خشوع و خضوع اور خوف وخشیت کے آثار ظاہر ہو جائیں، اور اس کی طبیعت میں اتنا گداز اور دل میں اتنا سوز و درد پیدا ہو جائے کہ تلاوت کرتے ہوئے اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں، رب تعالیٰ کی ہیبت و جبروت کا تصور دماغ پر چھا جائے اور وہ بڑی فروتنی، عاجزی اور شان بندگی کی تمام تر کیفیت کے ساتھ اس طرح تلاوت کرے کہ پیکرِ عجز و نیاز نظر آئے، اور پتہ چلے کوئی بندہ اپنے جلیل رب کا کلام پوری توجہ کیساتھ پڑھ رہا ہے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اتلوا القرآن وابکوا، فان لم تبکوا فتباکوا۔ ۲۳؎

قرآن پاک کی تلاوت کے دوران آنسو بہاؤ، پس اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

۲۳؎ ابن ماجہ۔

تلاوت کے دوران رونا، آواز میں سوز اور لوچ کا پیدا ہو جانا، قلب و نظر کی صفائی، روح کی طہارت اور خلوصِ نیت کی دلیل ہے۔ قرآن پاک پڑھتے ہوئے جب آنکھ سے آنسو بہنے لگ جائیں تو سمجھ لو اس کے دل میں درد کی دولت اور عشق کی لذت موجود ہے، سخت اور تاریک دل کبھی نرم اور گریہ آشنا نہیں ہوتے، نہ ان کی سنگلاخ زمین پر تلاوت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اگر آیتِ سجدہ پڑھ لو تو سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرو، بلکہ پہلے کچھ رونے اور گریہ وزاری کرنے کی کوشش کرو، اس کے بعد سجدے میں سر رکھو، اگر آنکھوں سے آنسو نہیں تو کوشش کرو، دل پسیج جائے اور رب تعالیٰ کی کبریائی کا تصور کر کے کانپ اُٹھے، اگر پھر بھی رونا نہ آئے تو اب ایک خاص ترکیب سے آنسو بہانے کی کوشش کرو، وہ ترکیب یہ ہے، کہ۔

اپنی موجودہ سخت دلی، طبیعت کی کرختگی اور کیف و سرور سے محرومی کا تصور کر کے آنسو بہاؤ، کہ کتنا بدنصیب، سیاہ دل، گنہ گار اور نگوں بخت ہوں کہ گریہ وزاری کے اتنے اسباب موجود ہوتے ہوئے بھی اس سے محروم ہوں۔

محرومی، بدنصیبی اور گناہوں کی سنگینی کا یہ تصور ضرور دل میں نرمی اور گداز پیدا کر دے گا اور آنکھیں بہہ پڑیں گی۔ اگر پھر بھی کسی کے دل میں ہلچل نہ مچے اور قلب و دماغ میں کوئی طوفان نہ آئے تو اُسے واقعی اپنی بدقسمتی کا ماتم کرنا اور سر پیٹنا چاہیے اور گھٹنوں میں منہ دے کر رونا چاہیے کہ لذت حضور سے بہت ہی دور اور ناآشناؤں میں سے ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کی شان یہ تھی کہ اس دوران فضا پر سکوت طاری ہو جاتا تھا، ماحول میں ایسا درد و کیف چھا جاتا کہ آنے جانے والے بے خود ہو جاتے اور پتھر کے تراشیدہ بتوں کی طرح بے حس و حرکت ہو کر کھڑے ہو جاتے اور بڑے انہماک سے قرآن پاک سنتے رہتے تھے۔

Marfat.com

کسی بھی شخص کا ایسے دل والے کی کیفیت سے متاثر نہ ہونا ممکن ہی نہیں چنانچہ ان لوگوں نے شکایت کی اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا، اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر جاکر تلاوت کیا کریں، کیونکہ اس طرح انہیں خطرہ ہے کہ ان کے بچے اور عورتیں مسلمان ہو جائیں گے۔ اور قرآنِ پاک سے اثر قبول کیے بغیر نہیں رہیں گے۔

ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ابن مسعود سے فرمایا۔

اقرأ علیّ :- مجھے قرآن پاک سناؤ،

انہوں نے عرض کی۔

أأقرأ علیک وعلیک انزل :-

میرے آقا میں آپکو سناؤں، حالانکہ قرآن پاک آپ پر اتارا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ کلام الٰہی دوسروں سے سنوں۔

حضرت ابن مسعود نے تعمیلِ ارشاد میں سورۂ نساء سنانا شروع کر دی۔ جب چھ سات رکوع سنا چکے تو دیکھا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام زار و قطار رو رہے ہیں اور سرمگیں آنکھوں سے آنسو موتی کی لڑیوں کی طرح بہہ رہے ہیں [۳۳]

غرض، تلاوت کے دوران رونا سنت بھی ہے اور لگن، تڑپ، محبت، خشیت، خشوع اور سوز و گداز کی قوی دلیل بھی!

آہستہ اور بلند پڑھنا

تلاوت کے دوران اپنی آواز کو دھیما یا اونچا رکھنا، نیت اور حالات پر موقوف ہے۔ اپنی طبیعت اور ماحول کے مطابق قاری کسی بھی صورت کو اختیار کر سکتا ہے، جو صورت دلجمعی کا سبب

---

۳۳ بخاری، ۷۵۵

Marfat.com

ریاکاری اور نمائش سے دور، روح و وجدان کے قرار و سکون کا باعث ہو، وہی اختیار کرے اور کوئی ایسا طریقہ نہ اپنائے جو خلوص نیت کے منافی ہو۔

ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حالت کا مشاہدہ فرمایا، بہت آہستہ آواز میں قرآن پاک پڑھ رہے تھے، اس کے برعکس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خوب بلند آواز سے تلاوت میں مصروف تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک اور ہی دنیا آباد کیے بیٹھے تھے۔ ایک آیت کہیں سے پڑھتے دوسری کہیں سے اور تیسری کسی اور جگہ سے۔

آپ نے سب سے ان اعمال کی وجوہات دریافت کیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

ان الذی اناجیہ ہو یسمعنی :-

میں جس سے سرگوشی کرتا ہوں، وہ میری بات سنتا ہے۔ اس لیے مجھے بلند پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا :

اوقظ الوسنان و ازجر الشیطان :-

میں بلند آواز سے تلاوت کر کے سست لوگوں کو جگانا اور شیطان کو بھگانا چاہتا ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

میں مختلف مقامات کی آیات پڑھ کر الگ الگ خوشبوؤں کو یکجا کرتا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جوابات سن کر فرمایا۔

کلکم قد احسن و اصاب۔ ؂۴۵

تم میں سے ہر شخص بہت خوب اور حسن نیت کا مالک ہے۔

Marfat.com

اگر کسی کی نماز یا وظائف و معمولات میں فرق آتا ہو تو بلند آواز سے پڑھنے والے کو آہستہ پڑھنے کی تلقین کی جا سکتی ہے۔ حضرت سعید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ایک مرتبہ اسی قسم کی تلقین کی۔

تفصیل یوں ہے۔

عالم اسلام کا خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے جناب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے، اپنی گورنری کے زمانے میں ایک دفعہ آپ مسجد نبوی میں نماز کے اندر بلند آواز سے قرآن پڑھنے میں مشغول تھے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا، اس شخص سے کہو، آہستہ پڑھے۔

غلام نے جواب دیا، مسجد خانہ خدا ہے، سب کا یکساں حق ہے، میں اسے کیسے منع کروں۔

حضرت سعید نے وہیں سے فرمایا۔

اے نمازی! اگر تو اللہ کے لیے نماز پڑھ رہا ہے تو آہستہ تلاوت کر! اور اگر لوگوں کو سنا رہا ہے تو یاد رکھ، اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب عمر نے سکوت اختیار فرمایا۔ نماز میں تخفیف کی، سلام پھیرا اور جوتے اٹھا کر باہر تشریف لے گئے۔ کسی سے کچھ نہ فرمایا کہ ٹوکنے کی جرأت کیوں کی؟

دَور کرنا

دور کرنے کا مطلب یہ ہے کسی کو قرآن پاک سنانا، یا کسی سے سننا۔

یہ عمل مبارک بھی سنت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جبرائیل امین کے ساتھ رمضان کے

---

۴۵ احیاء ۱: ۲۸۲۔

Marfat.com

مہینے میں دَور فرمایا کرتے تھے ۔ اس

اس کے علاوہ کسی سے سنتے اور کسی کو سناتے ۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ۔

" ان اللہ امرنی ان اقرء علیک "۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن پاک سناؤں ۔

حضرت ابی بن کعب نے اپنے محبوب آقا کو حیران اور تجسس بھری نگاہوں سے دیکھا ۔

اور پوچھا ۔!

میرے آقا !

کیا خدا تعالیٰ نے میرا نام لے کر یہ حکم ارشاد فرمایا ہے ۔ ؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا "ہاں"

یہ سن کر مسرت سے حضرت اُبیؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ، اور اپنی خوش بختی پر نازاں ہوئے کہ کس قدر خوش نصیب ہیں کہ رب تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا ہے ۔ وگرنہ کہاں مخلوق اور کہاں خالق ا

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ابی بن کعب کو سورت البینۃ سنائی ۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت ابن مسعود سے سورۃ النساء سنی ۔

صحابہ کرام میں بھی یہ عمل جاری و ساری تھا ۔

جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے عموماً قرآن پاک سنا کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ سنتے ہوئے تقریباً نماز کا نصف وقت گزر گیا ، کسی نے عرض کی !

حضور نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

آپ نے فرمایا ۔!

اولسنا فی صلاۃ ؟ ..... کیا ہم نماز میں نہیں ہیں ۔ ؟

مقصود یہ تھا کہ نماز بھی ذکر ہے اور قرآن پاک بھی، اور ہم ذکر میں مصروف ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا۔ کہ مسجد میں کوئی شخص بڑی خوش الحانی سے تلاوت کر رہا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے، وہاں حضرت سالم رضی اللہ عنہ تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ دیر تک سنتے اور محظوظ ہوتے رہے، جب وہ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی جعل فی امتی مثلہ[۴۶]

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا کیے ہیں۔

زیارتِ کلام پاک

قرآن پاک کھول کر پڑھنا اور اس کی زیارت کرنا بھی آداب میں شامل ہے۔

صحابۂ کرام قرآن پاک کی زیارت کرنے کے عمل کی شدت سے پابندی فرماتے تھے، اور اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی دن قرآن پاک کی زیارت کے بغیر بیت جائے۔

ویکرھون ان یخرج یوم ولم ینظروا فی المصحف۔

اور وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی دن نکل جائے اور وہ قرآن پاک کو نہ دیکھیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شوق زیارت اور دیکھ کر پڑھنے کی رغبت کا یہ عالم تھا کہ کثرت سے مطالعہ کی وجہ سے دو قرآن پاک آپ سے بوسیدہ ہو گئے تھے۔

من نشر مصحفاً حین یصلی الصبح فقراء منہ مائۃ آیۃ رفع اللہ لہ مثل عمل جمیع اھل الدنیا[۴۷]

---

[۴۶] ایضاً، [۴۷] احیاء ۱/۱ - ۲۸۲

Marfat.com

جو شخص نمازِ صبح سے فارغ ہونے کے بعد قرآن پاک کھول کر سو آیات پڑھتا ہے، اللہ پاک اسے اتنا ثواب عطا فرماتے ہیں، گویا اس نے تمام دنیا والوں جتنا عمل کیا۔

اختتامِ تلاوت

تلاوت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللھم آنس وحشتی فی قبری، اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم واجعلہ لی اماما ونورا وھدی ورحمۃ۔

اللھم ذکرنی منہ مانسیت وعلمنی منہ ماجھلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل وآناء النھار واجعلہ لی حجۃ یارب العالمین۔

اے اللہ! قبر میں میری وحشت و تنہائی کو انس اور پیار میں بدل!

اے اللہ قرآنِ عظیم کی برکت سے مجھ پر رحم فرما، اس کو میرے لیے نور، ہدایت، رحمت اور امام بنا۔

اے اللہ! جو بھول چکا ہوں، وہ یاد دلا، اور جس سے ناواقف ہوں وہ سکھا۔

صبح و شام اس کی تلاوت کی توفیق دے۔ اور اے رب العالمین!

اِسے میرے لیے حجت و برھان بنا!!!

حصہ دوم

اہل قرآن کی دلنواز شان

فردوسی آن بان

اور

بارگاہِ خداوندی میں ان کا مرتبہ و مقام

○

ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنا ھم سرًا وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور لیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ۔ انہٗ غفور شکور۔

بیشک وہ لوگ جو کتاب اللہ کی تلاوت، نماز کی پابندی، اور ہمارے عطا کردہ رزق سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔

یہ سب کچھ ایسی تجارت کی امید پر کرتے ہیں، جس میں اندیشۂ زیاں نہیں، اور اس لیے کہ وہ انہیں بھرپور اجر دے، اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے، بیشک وہ غفار و قدردان ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

اہلِ قرآن

خدا اور رسول کی نظر میں

(الف) یہ طول و عرض میں پھیلی ہوئی رنگین و دلکش اور خوبصورت دنیا، عمل کا بہت بڑا میدان ہے۔ اس کی بارونق اور پُر ہجوم شاہراہوں، شہروں، دیہاتوں، مسجدوں، تماشہ گاہوں، تجارتی مرکزوں، اور کھیتوں پر ہر آدمی سرگرم عمل اور مصروف کار ہے۔ جسے وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہے، وہ بھی کام میں لگا ہوا ہے، اور جو بظاہر نکما اور فارغ نظر آ رہا ہے وہ بھی کشتِ عمل بونے میں مصروف ہے، عمل کی دستبرد، اس کے اثر و نفوذ اور اس کے تصرّف سے، خالی اور محفوظ کوئی بھی نہیں، چاہے کسی کو اس نظامِ عمل کا پتہ ہو یا نہ ہو۔

یہاں اپنی ذات؛ یا اپنے رب کی رضا کے لیے کام کرنے والوں، یا اپنی دنیا اور آخرت تعمیر کرنے والوں کے مختلف طبقے آباد ہیں، کوئی اس لیے انتھک جد و جہد اور کد و کاوش میں مصروف ہے کہ کسی فن میں ماہر ہو کر دولت و شہرت کمانے کے قابل ہو سکے۔ کسی کے پیشِ نظر اقتدار و قوت کا حصول ہے۔ کوئی علم و حکمت کا جویا اور پیاسا نظر آتا ہے۔

چنانچہ اپنی دنیا کو شاندار اور پُر سکون بنانے کے لیے کوئی ایک راستہ اختیار کرتا ہے تو کوئی دوسرا، اپنے ذوق، تدبّر، صلاحیت اور لگاؤ کے مطابق کوئی ڈاکٹر بن جاتا ہے، کوئی وکیل،

Marfat.com

اور انجینئر کے روپ میں سامنے آتا ہے اور کوئی کاروباری بن کر ابھرتا ہے۔

جو لوگ معزز پیشہ ور، مہذب شہری، اور با اصول و با اخلاق انسان کی حیثیت سے اپنا مقام حاصل کرتے اور دنیا میں متعارف ہوتے ہیں، ان کی کامیاب زندگی سے متاثر ہو کر کئی ان کی نقل کرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ عموماً دیکھا جاتا ہے، لوگ اپنے بچوں اور عزیزوں کو حکیم و طبیب، ڈاکٹر، انجینئر، آفیسر، سوداگر، یا وکیل بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں، کیونکہ دنیاوی معیار کے لحاظ سے وہ بہت کامیاب، باحیثیت اور اعلیٰ مقام کے مالک ہوتے ہیں۔

دوسرے کو برتر و کامیاب دیکھ کر خود بھی ویسا ہی بننے کی خواہش و کوشش کا نام رشک ہے، اگر اس سے جوشِ رقابت اور حسد پیدا نہ ہو تو یہ برا نہیں، بلکہ انسان کے لیے راہِ عمل متعین کر دیتا ہے۔ اور اسے زندگی میں سخت جدّوجہد کرنے پر اکساتا ہے۔ محنتی لوگ اس جذبے کی بدولت آگے بڑھ جاتے اور میدان مار لیتے ہیں، بعض اوقات وہ دولت و شہرت میں اس انسان سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں، جس کی عزت و شہرت اور دنیاوی کامیابی دیکھ کر انہوں نے وہی راستہ اختیار کیا ہوتا ہے۔

ایسی کامیاب و بامراد زندگی گزارنے والے لوگ اپنے فن اور پیشے سے مطمئن ہوتے ہیں اور اسے ذلیل و حقیر تصور نہیں کرتے، کیونکہ اس کی بدولت ہی وہ معاشرے میں اونچے مقام پر فائز ہوتے اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

جس طرح اپنا معزز پیشہ انہیں عزیز ہوتا ہے، اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں، اسی طرح ایک پیشہ ور اور فنکار کی حیثیت سے انہیں اپنی ذات بھی عزیز ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ اس فن اور پیشے کی طرف خود کو منسوب کرتے ہوئے ہچکچاتے اور شرماتے ہوں، یا اس پیشے کی طرف منسوب ہونے کے باعث خود کو حقیر اور کم تر محسوس کرتے ہوں، کیونکہ عزت و دولت بخشنے والے پیشے سے شرمانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگر کوئی اتنی عظمت اور امتیازی شان کا مالک ہونے کے باوجود شاکی رہے۔ اپنے پیشہ

Marfat.com

سے نفرت کرے یا خود کو حقیر جانے، اور خواہ مخواہ اپنی خستہ حالی، غربت و بے کسی اور مظلومیت کا رونا رونے کے علاوہ دکھ درد کی داستانیں تصنیف کرتا رہے تو ایسے شخص کو لوگ ناشکرا اور قدر ناشناس ہی نہیں کہتے بلکہ ذلیل و کم ظرف اور کمینہ بھی قرار دیتے ہیں، اور اس کے ناپسندیدہ شاکی انداز اور بیہودہ رویے کو اچھا نہیں سمجھتے۔

(ب) دولت، شہرت اور ناموری کے لیے تڑپنے اور دنیا کے لیے ہلاک ہونے والوں کے علاوہ اس کائنات میں نشۂ محبت سے سرشار ایسے دیوانے بھی بستے ہیں، جن کے پیش نظر کوئی دنیاوی منفعت نہیں ہوتی، وہ زندگی کو انمول تحفہ اور قیمتی لمحات کو لعل و جواہر سے بڑھ کر سمجھتے ہیں اور گوارا نہیں کرتے کہ دنیا کے زخارف اور عارضی سامان کے لیے ان کو داؤ پر لگا دیں، ان کے ذہن میں لمحات زندگی کا فقط ایک ہی مصرف ہوتا ہے کہ اس انمول خزانے کو لافانی محبوب سے وصال اور اس کی رضا کے لیے خرچ کریں، اس سے کم پر وہ راضی نہیں ہوتے، اور ایسے سودے کو خسارے کا سودا تصور کرتے ہیں۔

یہی لوگ اہل قرآن ہیں، جو قرآنی تعلیمات کے حصول اور اس پر عمل کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ اور مستعار زندگی کے قیمتی لمحات کو اتنا ارزاں اور حقیر نہیں سمجھتے کہ متاع دنیا کے لیے انہیں ضائع کر دیں۔ ایک ایک سانس کی قیمت ان کے ہاں ہفت اقلیم کے خزانوں سے زیادہ ہوتی ہے اور ایک لمحہ بھی غفلت میں بیت جائے تو ان کی جان پر بن جاتی ہے، وہ اس ہر دم غافل" کو "دم مردہ" قرار دے کر استغفار کرتے اور اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

حکمت و بصیرت سے آراستہ علم و عمل کے ان پیکروں پر رحمت خداوندی کی گھٹا ٹوٹ کر برستی ہے۔ وہ مقبولِ بارگاہ اور منظور نظر ہوتے ہیں۔ عشق و اطاعت، جہد و عمل، خلوص و ایثار اور صفائے قلب کی بدولت انہیں وہ رفعتیں عطا ہوتی ہیں، جن تک تخیل کی پرواز بھی محال ہے، وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں، اور اپنی خواہشوں، علاقوں، نسبتوں اور تقاضوں سے دستبردار ہو کر رضائے خداوندی ہی کو مطمح نظر بنا لیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ربانی عنایات و الطاف کے ایسے گوشے بے نقاب

ہوتے ہیں، اور نوازشوں اور کرم فرمائیوں کے رنگ ڈھنگ سامنے آتے ہیں، جن سے بہت کم خوش قسمت آشنا ہوتے ہیں۔

اهل القرآن اهل الله وخاصته ۔ٔ ؎

اہل قرآن، اللہ والے، اور اس کے برگزیدہ و منتخب ہوتے ہیں۔

ایک طرف تو اہل قرآن کی یہ شان پذیرائی اور فردوسی آن بان ہے، مگر اپنی دولت پہ نازاں، شہرت یافتہ، اور دنیا کے معاشرے میں کوئی ممتاز مقام رکھنے والے لوگ، اپنی محدود سمجھ کے باعث انہیں معاشرے کا اہم رکن سمجھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتے، وہ ان کی ظاہری حالت سے ان کے باطنی مقام کا تعین کرتے ہیں، اور تقویٰ، عمل صالح، خلوص اور روحانی قدروں کی اہمیت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے انہیں تیسرے درجے کا انسان یا معمولی شہری قرار دیتے ہیں۔

جن لوگوں کی سمجھ بوجھ کا یہ عالم ہو ان سے یہ توقع فضول ہے۔ کہ وہ اہل قرآن کو رشک و فخر کی نگاہوں سے دیکھیں، اور خود بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر قربِ خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کریں، ان کے ہاں تو فخر و رشک کے قابل فقط دولت اور دنیاوی شان و شوکت ہی ہوتی ہے۔ وہ اسی پیمانے سے سب کو ماپتے ہیں، چونکہ یہ جنس انہیں اہل قرآن کی ظاہری سادہ زندگی میں نظر نہیں آتی، اس لیے وہ انہیں بالکل قابل اعتبار نہیں سمجھتے، ان پر رشک کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔

لیکن جو ہستی رموز و اسرار سے آگاہ اور امت کے مقام و مرتبہ سے واقف ہے، اس نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ دنیا پرست بے شک دولتمندوں کے سوا کسی پر رشک نہ کریں، مگر واقعہ یہ ہے کہ انہیں یہ منصب دینا قطعی ناموزوں اور حماقت ہے، وہ اس قابل نہیں کہ صرف دولت و شہرت کے حوالے سے ان پر رشک کیا جائے، ہاں! البتہ اہل قرآن ضرور اس اعزاز و تکریم کے مستحق ہیں، امت کے افراد کو سوچنا ہے کہ اہل قرآن کی زندگیوں سے نمونہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور ان کے

؎ ، نسائی، ابن ماجہ، احیاء ۱ : ۲۸۱

نقوشِ سنہری کی روشنی میں قدم آگے بڑھائیں۔

لاحسد الا علی اثنین:

رجل آتاہ اللہ القرآن، فھو یقوم بہ آناء اللیل و آناء النھار

و رجل آتاہ اللہ مالاً، فھو ینفق منہ آناء اللیل و آناء النھار[۴۸]

رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں۔

ایک وہ جسے اللہ پاک نے قرآن کا علم دیا، جس پر وہ صبح و شام عمل کرتا ہے۔

دوسرا وہ آدمی جسے مال دیا، وہ صبح و شام اس سے خرچ کرتا ہے۔

غربت اور خستہ حالی کے باعث احساسِ کمتری کا شکار ہو جانا، کچھ فطری سی بات ہے، عموماً نادار و مساکین دل شکستہ ہو کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں، اور قابلِ رشک صلاحیتوں کے مالک ہونے کے باوجود کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتے۔

اہل قرآن کی روحانی منزلت سے آشنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برگزیدہ گروہ کو تسلی دینے اور اس کی ڈھارس بندھانے کے لیے ایک بہت بڑی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے جس سے وہ خود بھی واقف نہیں، تاکہ اس کا حوصلہ برقرار رہے۔ اور وہ اونچی عمارات، شان و شوکت کی نمائش اور دولت کی فراوانی کی فتوحات دیکھ کر مرعوب نہ ہو جائے، اور نہ خود کو حقیر و کم مایہ سمجھے، بلکہ یہ حقیقتِ کبریٰ اس کے ذہن نشین ہو کر جو لازوال خزانہ اس کے قلب و دماغ میں محفوظ ہے، وہ اس فانی اور نمائشی فتوحات سے کہیں افضل و اعلیٰ اور لافانی و بے مثال ہے۔

من قراء القرآن ثم رأی ان احداً اوتی افضل مما اوتی فقد

استصغر ما عظمہ اللہ تعالیٰ۔[۴۹]

جس نے قرآن پاک پڑھا، پھر یہ سمجھا کہ کسی کو اس سے افضل دولت بھی دی گئی ہے تو

---

[۴۸] مشکوۃ ۱۸۴۰ - [۴۹] احیاء ۱، ۲۸۱۔

Marfat.com

اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس نعمتِ عظمیٰ کو حقیر جانا۔

دنیا میں ایسے نادان اور بے شعور لوگ بھی ہوتے ہیں، جنہیں کسی کے مقام و مرتبے کا پاس و لحاظ نہیں ہوتا، وہ اپنی حماقت کی ترنگ یا دولت کے نشے میں سب کو ایک ہی صف میں گھسیٹ لیتے اور بے نقط سناتے ہیں۔

کسی معمولی آدمی کی بے ادبی کر لینا اگرچہ تہذیب و شائستگی اور مروت کے خلاف ہے، مگر کوئی اتنا سنگین جرم نہیں کہ اس کے لیے کوئی بڑی خوفناک سزا تجویز کی جائے، یہ صرف اہلِ قرآن اور اہل اللہ ہیں، جن کی عظمت و شوکت کے پیش نظر نادان دنیا والوں کو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ وہ ان کی توہین اور بے ادبی کو معمولی درجے کا جرم نہ سمجھیں، اگر کسی نے ان کی ردائے عظمت تار تار کرنے کی کوشش کی، تو اسے ذلت، نامرادی اور بدبختی کے ایسے المناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا، جو اس کے تصور میں بھی نہیں ہو گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حامل القران حامل رایۃ الاسلام ومن اکرمہ فقد اکرمہ اللہ ومن اھانہ فعلیہ لعنۃ اللہ ۔ [۵۵]

قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے والا شخص اسلام کا علمبردار ہوتا ہے، جو اس کی عزت کرے، اللہ پاک بھی اسے عزت و عظمت سے نوازتا ہے۔ اور جو اس کی توہین کرے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرماتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے۔

جس میں اہلِ قرآن کو بھی اپنی عظمت ملحوظ رکھنے، اور انفرادی شان کے لائق زندگی گزارنے کی ہدایت کی گئی ہے، تاکہ ان کے مرتبہ و مقام کی طرح ان کے اعمال میں بھی انفرادیت آ جائے، اور وہ عام

۵۵۔ ارشاد العباد، ۵۵، بحوالہ دیلمی

Marfat.com

دنیا والوں سے ہر طرح ممتاز و نمایاں ہو جائیں، فرمایا!

حامل القرآن حامل رایة الاسلام، فلا ینبغی ان یلھو مع من یلھو ولا یسھو مع من یسھو، ولا یلغو مع من یلغو تعظیماً لحق القرآن[۵۱]

قرآنی تعلیمات سے بہرہ ور شخص اسلام کا پرچم بردار ہوتا ہے۔ اس کی شان کے لائق نہیں کہ کھلنڈروں کے ساتھ، کھیل کود میں مصروف رہے، اسے چاہیے غافلوں کے ساتھ مل کر، غفلت کا شکار بھی نہ ہو، بیہودہ لوگوں کے ساتھ مل کر، لغویت کا ارتکاب بھی نہ کرے، بلکہ عظمت قرآن، اس کے حقوق اور تقاضوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے وہ قرآن جس کا علم اُسے عطا کیا گیا ہے۔

بہشت بریں میں خصوصی اعزازات

میدان حشر، بہشت بریں اور عرصۂ قیامت میں اہل قرآن کی امتیازی شان، سب کے لیے بڑی قابل رشک اور حیرت انگیز ہوگی، ان کے ساتھ جو سلوک کیا جائے گا، اور جو خصوصی اعزاز بخشا جائے گا، وہ بڑا ہی نرالا، امتیازی حیثیت کا حامل اور دل کش ہونے کے ساتھ قابل فخر بھی ہوگا۔ اہل قیامت اور اہل بہشت ان کی یہ شان محبوبی، اور انداز دلربائی و عزت افزائی دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے، اور سب کو تسلیم کرنا پڑے گا، کہ بارگاہ الوہیت میں آج کے روز اہل قرآن کو جو پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہے، وہ معنی خیز ہے۔

سب سے پہلے تو اہل قرآن کو ان سربرآوردہ اور معزز ترین فرشتوں کے ساتھ بیٹھنے کا اعزاز نصیب ہوگا، جو دوسرے فرشتوں میں خصوصی مقام رکھتے ہیں، اور عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ فرمایا۔

---

[۵۱] احیاء، ۱/۲۷۲

Marfat.com

(۱) الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة ۔[52]

قرآنی تعلیمات کے ماہر حضرات، ان فرشتوں کے ساتھ ہوں گے، جو با اکرام نیکوکار اور سفارت کے اہم فرائض انجام دینے والے ہیں ۔

(۲) ثلاثة علی کثیب من مسک اسود، لا یهولهم فزع ولا ینالهم حساب، حتی یفرغ ما بین الناس۔ رجل قرأ القرآن ابتغاء وجه الله تعالیٰ ؛ ۔[53]

تین قسم کے لوگ سیاہ کستوری کے ٹیلوں پر بٹھائے جائیں گے، نہ ان پر گھبراہٹ طاری ہو گی، اور نہ ہی حساب کا اندیشہ ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں، اس قسم کے خوش نصیبوں میں وہ آدمی بھی شامل ہوگا، جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قرآن پاک پڑھا ہوگا۔

اعزاز و اکرام کے ان بلند مرتبوں پر فائز کرنے کے بعد اہل قرآن کی عزت و قدر افزائی کے لیے اظہار شوکت کا ایک نیا دروازہ کھولا جائے گا۔ وہ یہ کہ انہیں حکم دیا جائے گا، اپنے خاندان کے دس[10] گناہ گار افراد کی شفاعت کریں، اور اپنے ساتھ انہیں بھی جنت میں لے جائیں، اس طرح ان کے صدقے نجات پانے والے ان کی راہوں میں آنکھیں بچھا دیں گے اور ان کے قرابت دار ہونے پر فخر محسوس کریں گے، جن کی بدولت ان کی بدبختی اور عذاب کی زنجیریں کٹ جائیں گی، اور جنت کے بند دروازے کھل جائیں گے ۔

من قرء القرآن فاستظهره، فاحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله الجنة، وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد وجبت له النار ۔[54]

---

[52] مشکوٰۃ ۱۸۳ ۔ [53] احیاء ۱/۲۸۱ ۔ [54] مشکوٰۃ ۱۸۷ ۔

Marfat.com

جس نے قرآن پاک پڑھا اور یاد کیا، اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانا، اور حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھا، خدا تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اسے خاندان کے دس افراد کی شفاعت کا حکم دے گا، جن پر آگ واجب ہو چکی ہو گی۔

خاندان کے دوزخی افراد کو تو اس کی بدولت جنت مل جائے گی مگر اس کے والدین کو جو اس سے بھی زیادہ انفرادی شان عطا کی جائے گی، اس کی صورت یہ ہو گی۔

من قرء القرآن وعمل بما فیہ البس والداہ تاجا یوم القیامۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس، فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم، فما ظنکم بالذی عمل بھٰذا ۔ [55]

جس نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر کے، اس پر عمل بھی کیا، اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن، تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی اتنی تیز ہو گی، جتنی روشنی دنیا میں سورج کے اترنے سے پیدا ہو سکتی ہے، یہ ان کی عزت ہے جو صرف اس کے ماں باپ ہیں، تو خود جس نے قرآن پاک پر عمل کیا، اس کی شان و شوکت کا اندازہ تم خود لگا سکتے ہو۔

چنانچہ صاحب قرآن کے مراتب کی انتہا کہاں ہو گی، اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا۔

یقال لصاحب القرآن اقرء وارتق، ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا، کان منزلتک عند آخر آیۃ تقرأھا ۔ [56]

صاحب قرآن سے کہا جائے گا، دنیا میں جس طرح ٹھہر ٹھہر کر قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا، اسی طرح تلاوت کرتے ہوئے پرواز کرتا جا، تیرا مرتبہ و مقام وہیں

---

[55] مشکوٰۃ، ۱۸۶ ؛ [56] ایضاً

ختم ہوگا، جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا۔

قرآن والوں کی مثال

تمثیل ایک ایسا دلکش اور خوبصورت علمی ذریعہ ہے، جس کی بدولت کسی چیز کی حیثیت بہت نمایاں اور واضح ہوجاتی ہے، اور جو چیز سمجھ میں نہ آتی ہو، وہ بھی ذہن نشین ہوجاتی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل قرآن کی منفرد شان و شوکت سے باخبر کرنے کے لیے کچھ تمثیلات بھی بیان فرمائی ہیں۔ جو بڑی ہی معنی خیز اور حقیقت افروز ہیں، ان میں بیان کردہ حقائق سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ اہل قرآن بڑے ہی باکمال لوگ ہیں۔ جن کی عظمت بارگاہ خداوندی میں مسلّم ہے، اور وہ ایسی حیثیت کے مالک ہیں، جو بڑی ہی دلربا، حسین وجمیل اور شاندار و قابلِ رشک ہے۔ فرمایا!

تعلموا القرآن فاقرءوه، فان مثل القران من تعلم فقرء وقام به، كمثل جراب محشو مسكا تفوح ريحه كل مكان، و مثل من تعلمه فرقد وهو في جوفه كمثل جراب اوكى على مسك ۔ [۵۰]

قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو، اور اسے پڑھو، کیونکہ جو شخص قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرکے اُسے پڑھتا، اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے، اس کی مثال مشک و خوشبو سے بھرے ہوئے برتن کی سی ہے، کہ جہاں پڑا ہوا ہو مہک اٹھتی ہے، اور جو اس کا علم حاصل کرکے غفلت کی نیند سوجاتا ہے، وہ اس برتن کی طرح ہوتا ہے جس کے اندر خوشبو بند کرکے اس کا منہ بند کیا گیا ہو۔

---

[۵۰] ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مشکوٰۃ کتاب فضائل قرآن۔

مثل المؤمن الذی یقرء القرآن مثل الاترجة، ریحہا طیب وطعمہا
طیب ومثل المومن الذی لایقرء القرآن، مثل التمرة، لاریح لہا
وطعمہا حلو، ومثل المنافق الذی لایقرء القرآن کمثل
الحنظلة، لیس لہا ریح وطعمہا مُرٌّ، ومثل المنافق
الذی یقرء القرآن، مثل الریحانة، ریحہا طیب طعمہا مرٌّ[۵۸]

جو مومن قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، اس کی مثال سنگترہ جیسی ہے، جس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں ہی پاکیزہ وخوشگوار ہوتے ہیں، اور جو مومن قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا، اس کی مثال کھجور جیسی ہے، جس کی خوشبو تو نہیں ہوتی، البتہ ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔

اور جو منافق قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا، اس کی مثال تُمّے جیسی ہے، جس میں خوشبو نہیں ہوتی، اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے، اور جو منافق قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، اس کی مثال گُل ریحان جیسی ہے، اس میں خوشبو تو ہوتی ہے، البتہ ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔

O

---

۵۸ ؎ ایضاً، ۱۸۷۔

Marfat.com

قرآنی وظائف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں قرآنی وظائف و اوراد کی تفصیلات

اوراد و وظائف سے مراد، وہ کلام ہے، جسے باضابطہ مقررہ مدت کے لیے یا ہمیشہ پڑھا جاتا ہے۔ انسانی دل و دماغ اور جسم و روح پر مسلسل پڑھے جانے والے کلام کا بطورِ خاص بہت گہرا اور دیرپا اثر ہوتا ہے کیونکہ مواظبت اور پابندی اس میں لطیف قسم کا اثر پیدا کر دیتی ہے، جو اگرچہ بظاہر محسوس نہیں ہوتا، مگر اتنا قوی اور زبردست ہوتا ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اس حقیقت کو ایک عام فہم مثال سے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ،

پانی کا ایک قطرہ بالکل بے جان اور غیر مؤثر ہوتا ہے، اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ کسی ٹھوس چیز میں سوراخ کر سکے، مگر وہی بے اثر قطرہ اگر ایک پتھر پر ایک ہی جگہ مسلسل گرتا رہے تو ایک مدت گزرنے کے بعد اس میں نشان ڈال دیتا ہے، اور سخت پتھر کی اتنی جگہ گھس جاتی ہے۔

اسی طرح وظیفہ ایک مختصر یا طویل کلام ہوتا ہے، جب اس کے کلمات بار بار دہرائے جاتے ہیں تو اس کے اثرات دل پر مرتسم ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ ان سے دل و دماغ پر ایک خاص کیفیت چھا جاتی ہے اور پھر انسان ان کی تاثیر علانیہ محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ مگر اس لطیف و کیف آفریں تاثیر کو محسوس کرنے کے لیے شرط یہی رکھی گئی ہے کہ اس عمل پر مداومت اختیار کی جائے، اور اسے پابندی سے ادا کیا جائے، اگر یہ شرط چھوٹ جائے تو حسب دلخواہ اس کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے، اور وظیفہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

معلوم کرنے سے پہلے یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ وظیفہ کسے کہتے ہیں، وظائف کی ترغیب دینے میں کیا حکمت ہے، ان پر مواظبت اور ان کی تعمیل سے کن مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے، اور یہ انسانی زندگی میں کتنی اہمیت رکھتے ہیں۔؟

وظیفہ یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی یا کسی دینی یا دنیاوی غرض کے لیے اپنی ذات یا کسی کی خاطر خشوع و خضوع کے تمام آداب ملحوظ رکھ کر شرعی ہدایات کے مطابق کوئی آیت یا دعا یا مخصوص کلمات پڑھے، کبھی اس میں وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اور کبھی آزادی ہوتی ہے کہ شب و روز کی کسی بھی ساعت میں پڑھ لے۔

احادیث میں مختلف اوقات و حالات میں پڑھنے کے لیے بہت سے وظائف بتائے گئے ہیں، خصوصاً قرآن پاک کی بعض آیات اور سورتوں کے فضائل و فوائد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے اہتمام سے بیان فرمائے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ ان کی بعض خوبیوں اور منفرد خصوصیتوں سے پردہ اٹھایا ہے، تاکہ امت کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو، اور وہ ان میں کشش محسوس کریں۔

قرآن پاک کی ان آیتوں اور سورتوں کو وظائف کی صورت میں پڑھنے اور ان پر مواظبت کا کیوں حکم دیا، اس کی حکمتیں بے شمار ہو سکتی ہیں، لیکن ایک بڑی واضح اور عام فہم حکمت جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے۔

وظائف کی حکمت

انسان طبعی طور پر بہت جلد باز واقع ہوا ہے، وہ اپنے عمل اپنے فن اور اپنی قابلیت و محنت کی جزا بھی فوری طور پر حاصل کرنے اور اسے عملی شکل میں اپنے سامنے متشکل دیکھنے کا بہت زیادہ متمنی ہوتا ہے، بعض اوقات یہ تمنا اور خواہش بے قراری کی حدوں کو چھو لیتی ہے، اور اسے غرض کا بندہ بنا دیتی ہے۔

Marfat.com

انسان کی اسی طبعی اور فطری خاصیت کی وجہ سے انسانی برادری کے مختلف شعبوں میں کام کرنے اور حصہ لینے والے افراد کو کسی کام کی طرف راغب کرنے کے لیے عموماً انعام و اکرام مدح و ستائش، عہدہ و منصب کا لالچ دیا جاتا ہے، اور موقعہ و محل کے مطابق دیگر تدابیر سے کام لیا جاتا ہے۔

طلبا کامیابی کے عمل تک پہنچنے اور حصول انعام کے لالچ میں محنت کرتے اور رات کی نیند قربان کر دیتے ہیں، تاجر لوگ نفع کی خاطر صبح و شام کی ذہنی کوفت اور جسمانی بے آرامی گوارا کر لیتے ہیں، اہل علم راتوں کو جاگتے ہیں اور محنتی لوگ دن بھر تگ و دو میں مصروف رہتے ہیں۔

ان سب کے پیش نظر اپنی بھاگ دوڑ، محنت و کاوش اور سرگرمی و مصروفیت کا حسین ثمر ہوتا ہے، جو انہیں مصروف عمل اور سرگرم کار رکھتا ہے، وہ ذوق و شوق کے ساتھ اپنے کام میں منہمک رہتے ہیں، اور تکان سستی اور اکتاہٹ وغیرہ محسوس نہیں کرتے۔

کہتے ہیں؛

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے عظیم فرزند کو نماز کا عادی بنانے کے لیے اسی نفسیاتی حربے سے کام لیا اور اس انسانی کمزوری سے پورا فائدہ اٹھایا۔

اپنے صاحبزادے سے فرمایا!

"پابندی اور محویت کے ساتھ نماز پڑھا کرو، شکر ملا کرے گی۔

حضور بابا صاحب کو بچپن میں شکر بہت مرغوب تھی، چنانچہ اسی لالچ میں نمازوں کی پابندی شروع کر دی۔ والدہ صاحبہ جاتے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا چھپا دیتیں اور آپ نماز سے فارغ ہو کر وہ پڑیا نکال لیتے اور یہ نقد انعام پا کر بہت خوش ہوتے، دانا و فہیم اور مزاج شناس والدہ صاحبہ کی حسین تدبیر اور مقدس حیلے کی بدولت آخر کار آپ بچپن ہی سے پکے نمازی بلکہ عارف کامل بن گئے۔

عوام میں ایک لطیفہ بھی بہت مشہور ہے، جو اسی نفسیاتی کیفیت کی نشاندہی کرتا ہے، کہتے

Marfat.com

ہیں کسی دولت مند پرہیز گار نے ایک شخص کو نماز کا عادی بنانے کے لیے کہا۔

"اگر تم چالیس روز تک پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو تو میں تمہیں بھینس دوں گا۔"

اس شخص نے لالچ میں نمازیں پڑھنا شروع کر دیں اور بیقراری کے ساتھ ایک ایک دن بھی گنتا رہا، جب مقررہ مدت بیت گئی تو اس دولت مند کے پاس گیا جس نے بھینس دینے کا وعدہ کیا تھا، اور اسے وعدہ یاد دلایا، اس نے نصیحت کے انداز میں کہا۔

"بھلے آدمی! میں نے نماز کا عادی بنانے کے لیے یہ لالچ دیا تھا تاکہ تمہاری زندگی سنور جائے، وگرنہ تمہیں علم ہے مجھے تم سے کوئی غرض نہیں۔ بھینس دینے کی بات اس لیے کی تھی، تاکہ نمازیں سستی نہ ہو، اور مسلسل عمل سے تم اس کے پابند ہو جاؤ۔"

یہ شخص بھی کوئی ستم ظریف ہی تھا، سوکھا جواب سن کر بولا: "اچھا یہ بات ہے! بھینس دینے کے معاملے میں تم تو رستا ہی سنجیدہ نہیں تھے، میری بات بھی سن لو، اتنے عرصہ تک میں بھی بے وضو ہی نمازیں پڑھتا رہا ہوں۔"

یہ جواب تو اس شخص کی نادانی اور بے وقوفی کی عکاسی کرتا ہے، جس نے یہ سمجھا کہ نمازیں پڑھ کر اس دولتمند پہ احسان کر رہا ہے، مگر ایک حقیقت ضرور اس سے آشکار ہو جاتی ہے، کہ اتنا ڈھیٹ اور اجڈ آدمی بھی فوری انعام کے لالچ میں سرگرم عمل ہو جاتا ہے۔

انعام کا لالچ ایسا کارگر اور موثر حربہ ہے جو انسان کو ایسے کام پر بھی آمادہ کر لیتا ہے جسے وہ عام حالات میں کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں مجھے ایک نہایت دلچسپ واقعہ یاد ہے جو غالباً اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے۔

ایک کاروباری صاحبِ حیثیت بزرگ محض ثواب اور خدمتِ دین کی نیت سے فیصل آباد کی ایک مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے، ان کی نیک نفسی، دین داری اور خدا ترسی کی، متعارف حلقوں میں بہت دھوم تھی، لوگ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور بہت احترام کرتے تھے۔

ان کی دکان پر ایک پھیری والا بوڑھا مٹھائی فروش آکر بیٹھا کرتا تھا وہ اس کی حکمت و بصیرت سے لبریز باتیں سُن کر بہت محظوظ ہوتے اور اس بوڑھے کی عقل و دانش اور تجربہ و فن کی بہت داد دیتے۔ اس دانائے روزگار اور ارسطوئے زماں بوڑھے کی ڈاڑھی نہیں تھی، وہ بزرگ اکثر اسے تلقین کرتے، کہ

"اتنے عاقل اور نکتہ رس ہونے کے ساتھ اس عمر میں تم ڈاڑھی منڈواتے اچھے نہیں لگتے، ڈاڑھی رکھ لو، تمہارے منہ سے نکلنے والی باتوں کی طرح یہ ڈاڑھی بھی تمہارے چہرے پر بہت سجے گی"۔

مگر وہ ہمیشہ ٹال دے جاتا تھا۔

آخر ایک روز انہوں نے جذبے میں آکر کہا۔

"تم ڈاڑھی رکھ لو، میں تمہیں پندرہ روپے ماہوار دیا کروں گا"

اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس بوڑھے نے روپے کے لالچ میں واقعی ڈاڑھی رکھ لی، جس کی عام حالات میں اس سے توقع نہ تھی۔

وظائف کی صورت میں قرآنی آیات و سُوَر کو پڑھنے کی ترغیب دینے کے لیے جو فضائل و فوائد بیان کیے گئے ہیں، وہاں بھی حکمت کارفرما نظر آتی ہے۔ کہ اہل ایمان کلام الٰہی اور ذکر الٰہی کے خوگر ہو جائیں، ابتداء میں حیرت انگیز انمول اور ان دیکھی نعمتوں کو پا لینے کے شوق میں ذکر و فکر اور دعا و مناجات کی طرف متوجہ ہوں، مگر بعد میں آہستہ آہستہ دین و دنیا کے فیوض و برکات سمیٹ لینے کے ساتھ ذاکر و عابد اور تقویٰ شعار و پرہیز گار بھی بن جائیں، وہ بظاہر عشق مجازی اور ایک عام سی منزل سے اپنے روحانی سفر کا آغاز کریں، مگر اس مقام پر پہنچ کر اقامت گزیں ہوں، جو مومن کی منزلِ مقصود اور اس کی جدوجہد کا منتہا ہے۔

گویا وظائف و عملیات اور آیات کے فضائل و فوائد بیان کرنے میں یہ حکمت اور نکتہ مضمر ہے کہ مردِ مومن کسی نہ کسی طرح غفلت و جہالت کے خول سے باہر نکل آتے، بے مقصد زندگی گزارنے کا طریقہ ترک کر دے اور اپنے دل میں محبوب حقیقی کی خوشنودی، اس کی یاد اور اس

Marfat.com

کی محبت کی شمع فروزاں کرلے ۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زندگی کے اس اہم انقلابی اور مقدس سفر کا آغاز اگرچہ کسی خاص مقصد سے ہوتا ہے جو حریم قرب کے شایانِ شان نہیں ہوتا مگر وقت گزرنے کے ساتھ اور حقائق کا مشاہدہ کرنے کے بعد قلب مومن سے ان زخارف اور محبت خدا اور رسول کے بغیر ہر چیز کا شوق نکل جاتا ہے ۔ اور تمام محبتیں اور چاہتیں سرد پڑ جاتی ہیں ۔ اس لیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وظائف کے فضائل و فوائد کا بیان اہل ایمان کو ذکر و فکر، تسبیح و تہلیل اور تلاوت و دعا کی طرف راغب کرنے کے زریں سلسلے کی حسین کڑی ہے ۔

وظائف کے فوائد و اثرات

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک انسان کی عظمت، اس کی اشرفیت، کائنات کی عظیم ترین مخلوق اور سب سے افضل ہونے کے بارے میں دو آرا نہیں تھیں، ہر مکتب کے دانشور اور اصحاب فکر و نظر، اسے اخلاقی قدروں سے بہرہ ور، تہذیب و شائستگی کے تقاضوں سے آگاہ، عقل و فکر کی امتیازی قوتوں اور اعلیٰ صلاحیتوں سے آراستہ، تخلیقی عمل کا حسین و بے مثال شاہکار سمجھتے تھے ۔ اور اس میں پائی جانے والی منفرد صفات اور قابلِ قدر خوبیوں کی وجہ سے اعلیٰ ترین ہستی اور افضل ترین مخلوق قرار دیتے تھے ۔

مگر جب سے مادہ پرستی اور الحاد کی تبلیغ و اشاعت نے ذہنوں کو مسموم اور پراگندہ کیا ہے، اس وقت سے انسان کی اس عظمت و برتری کے بارے میں سخت گھناؤنے اور اخلاق سوز شکوک و شبہات پھیلا دیے گئے ہیں، اور قدیم نظریے کے مقابلے میں ایک جدید اور بالکل متضاد نظریہ سامنے آیا ہے ۔

وہ یہ کہ ،

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے، یعنی عام حیوانات کی طرح جنسی میلانات، طبعی خواہشیں اور ان کی تکمیل کی آرزوئیں رکھنے والا جانور ہے ۔ اس میں اور عام حیوان میں اس کے سوا اور

Marfat.com

کوئی فرق نہیں کہ یہ شہر آباد کر کے متمدن اور مہذب انداز میں مل جل کر رہنے کا عادی ہے، اس ایک خصوصیت کے سوا باقی تمام باتوں میں انسان اور حیوان برابر کے شریک ہیں۔ ان کے جبلی تقاضے، فطری مطالبات، جسمانی ضروریات اور دیگر خواہشات سب یکساں ہیں۔ اور ان کی آسودگی اور تسکین کا سامان کرنے کے طور طریق بھی ایک جیسے ہیں۔

اس انداز فکر نے انسان کے فضل و شرف، اخلاقی ضوابط اور انسانی آداب کی ساری عمارت ہی گرا کر رکھ دی ہے۔ انسان کو حیوانوں اور درندوں کی اس صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ جن کا کام فقط پیٹ بھرنا اور خرمستیاں کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسانیت اور عظمتِ آدم کی توہین کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، سوچ کا یہ انداز سطحیت، لذت پرستی اور مقام آدمیت سے ناآشنائی کی دلیل ہے، اور فکر و نظر کی گمراہی اور بے دانشی کی ایسی مثال ہے، جس کے سامنے جہالت کے تمام لوازم و ضوابط بھی موت کی ابدی نیند سو جاتے ہیں۔

ہوس پرستی کی ان بھول بھلیوں میں راستہ کھو کر انسانی وقار و عظمت کا مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں دینی روشنی سے بہرہ ور راست فکر اہل علم کا نظریہ یہ ہے کہ انسان اس کائنات میں ایک ذمہ دار ہستی ہے، ربانی امانت کا گراں بار اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اور کوئی گری پڑی شے نہیں، جس کا کوئی مرتبہ و مقام نہ ہو اور اسے فضول پیدا کیا گیا ہو، قرآن پاک میں انسان کی اس برتر حیثیت اور بالاتر شان پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے۔

افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا ۔ [59]

کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے۔

ایحسب الانسان ان یترك سدًی ۔ [60]

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی بے مصرف و ناکارہ اور فضول چھوڑ دیا جائے گا،

---

[59] سورہ المومنون ، [60] سورہ القیامۃ۔

یہ بات نہیں، بلکہ عزت وکرامت کا تاج اس کے سر کی زینت ہے

ولقد کرمنا بنی آدم ۔۔ اور ہم نے بنی آدم کو عزت وکرامت بخشی۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ؛ [61]

ہم نے انسان کو حسین ترین شکل میں پیدا کیا۔

حسن وخوبروئی اس کا امتیازی وصف ہے۔

حسن قامت، تناسب اعضاء، خلقت میں اعتدال وتقویم اور نقوش کی دلفریبی ورعنائی کے حوالے سے کوئی مخلوق بھی اس کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتی، اسے خالق حقیقی نے فکر وشعور کی قوتوں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے، عقل وبصیرت کی روشنی کے ساتھ دوسری مخلوق پر فوقیت دی ہے، اور اس لیے وجود بخشا ہے تاکہ ذکر وعبادت سے حریم دل کو آباد رکھے اور اپنے خالق کی یاد اور بندگی میں مصروف رہے۔

وماخلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون ۔ [62]

نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو، مگر اس لیے کہ میری عبادت کریں۔

گویا انسان عام حیوانوں کی صف کی مخلوق نہیں ہے، بلکہ ان سے ممتاز وبرتر ہستی ہے، اسے محض جانور ثابت کرکے انسانیت سوز اور ذلیل حرکتوں پر ابھارنا، گمراہی وبداندیشی اور کوتاہ بینی کی انتہا ہے۔

البتہ انسان کے دماغ میں فکر وبصیرت کا جو نورانی چراغ روشن ہے، وہ روشن ہی رہے اور یہ اس کی تسکین بخش روشنی میں ہدایت کی راہوں پر گامزن رہے، اپنے وجود کے مقصد اصلی کو فراموش نہ کرے اور اپنے رب کا فرمانبردار، مخلص اور محبت پیشہ بندہ بن کر رہے تو یہی انسان، کے لیے مخصوص عزت وکرامت کا سزاوار اور مرتبہ ومقام کا مستحق ٹھہرتا ہے، ورنہ بے بصر،

---

[61] ، سورۃ التین۔ [62] ۔ الذاریات،

Marfat.com

بے شعور اور فہم و فراست سے عاری چوپاؤں اور ناسمجھ جانوروں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔

لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا۔ اولئک کالانعام بل ھم اولئک ھم الغفلون[۹۳]

ان کے پاس دل ہیں مگر سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں، مگر دیکھتے نہیں، کان ہیں، سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں کی طرح، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔

فکر و نظر اور ہدایت کی قندیل انسان کے سینے میں اس وقت تک روشن رہتی ہے جب تک دل کا شیشہ ریاکاری، بدنیتی، بے عملی، غفلت، نافرمانی اور گناہوں کے اثرات سے زنگ آلود نہ ہو، جونہی وہ ناشدنی اور ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب کرتا ہے دل کا شفاف آئینہ گدلا ہو جاتا ہے اور روشنی جرم کی نوعیت کے مطابق مدہم پڑ جاتی ہے۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے۔

کلا بل ران علی قلوبھم ما کانو یکسبون۔[۹۴]

بلکہ ان کے دلوں پر بداعمال کا رنگ ہے۔

بدعملی کے باعث دل کی دنیا میں عظیم تبدیلی آجاتی ہے، اس شبستان میں تاریکیوں کا تسلط قائم ہو جاتا ہے۔ اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا اس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، انسانی وجود میں فکر و نظر اور عمل صالح کی روشنی اور دل کی نورانیت کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

وظائف انسان کے دل میں اسی مقدس قندیل کو فروزاں رکھنے، دوسرے لفظوں میں، انسان کو انسان بن کر رہنے اور خلافت الہیہ کے تقاضے پورے کرنے کا شعور بخشنے کا اہم ترین اور بہترین ذریعہ ہے۔

جس کی صورت یہ ہے، کہ

انسان وظیفے کی صورت میں دعا و مناجات یا تلاوت کو معمول بنا لیتا ہے، تکرار و اعادہ اور

---

[۹۳]۔ الاعراف ، [۹۴]۔ سورہ المطففین ،

Marfat.com

بار بار پڑھنے سے وہ کلمات زبان پر چڑھ جاتے ہیں۔ یہ نفسیاتی اصول ہے کہ زبان جس چیز کو بار بار پڑھے دل اس سے مانوس ہو جاتا ہے، چنانچہ وظائف پر پابندی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ دل زبان سے ادا ہونے والے الفاظ و کلمات پر غور و تدبر کرتا ہے، اور ذکر و فکر کا عادی ہو جاتا ہے۔

پہلے یہ عمل غیر مسلسل ہوتا ہے، پھر اس میں تواتر پیدا ہو جاتا ہے اور دل ذکرِ الٰہی میں منہمک رہنے لگ جاتا ہے، اس طرح وظیفہ دل کی دنیا میں وہ کافوری شمع روشن رکھنے کا سبب بنتا ہے۔ جو انسانیت کا مرتبہ و مقام پہچاننے کا راستہ دکھاتی اور حریم قرب سے آشنا کرتی ہے،

ان تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے، کہ!

زبانی ذکر، آہستہ آہستہ دوامِ فکر کا سبب بنتا ہے اور "دوامِ فکر" یعنی ہر وقت کی یاد ہی حاصل زندگی، حاصل انسانیت اور روح مراد ہے۔

وظیفے کے ذریعے دوامِ فکر اور محبت الٰہی میں استغراق اور اس سے حاصل ہونیوالے اثرات و نتائج کا ذکر کرتے ہوئے امام غزالی لکھتے ہیں۔

ثم اذا حصل الانس بذکر اللہ سبحانہ انقطع عن غیر ذکر اللہ و ماسوی اللہ عز وجل ھو الذی یفارق عند الموت فلا یبقی معہ فی القبر اھل ولا مال ولا ولد ولا ولایۃ ولا یبقی الا ذکر اللہ عز وجل[65]

پھر جب اللہ کے ذکر کے ساتھ انس حاصل ہو جاتا ہے تو انسان دوسری یادوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُسے پتہ چل جاتا ہے موت کے وقت ذکر الٰہی کے سوا ہر چیز یہیں رہ جاتی ہے۔ چنانچہ قبر میں اہل و عیال، مال و دولت، رشتے ناطے ساتھ نہیں جاتے۔ صرف ذکر الٰہی ساتھ دیتا ہے۔

جب یہ تصور گہرا ہو جاتا ہے تو ایسا خوش نصیب انسان ماسوی اللہ سے مستغنی اور بے نیاز

---

[65] احیاء الغزالی، کتاب الاذکار، ۱، ۳۱۰

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری وقت آتا ہے تو موت کو قریب پاکر ہراساں اور بے چین ہونے کی بجائے شادمانی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اُسے خوش آمدید کہتا ہے، کیونکہ اس سربستہ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے کہ موت دنیاوی علائق و روابط سے قطع تعلق کا غیر مادی اور موثر ترین ذریعہ ہے، اور ان تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کا سبب ہے جو ذکر و انس کے درمیان حائل ہوتی ہیں، اور انسان کو جیتے جی اس غیر فانی لذت سے شادکام نہیں ہونے دیتیں، جو ان رکاوٹوں کی کلی فنا کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ موتوا قبل ان تموتوا کے مقام پر فائز ہونے یا قیدِ حیات کے بعد ہی ممکن ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ وظائف کے فوائد میں یہ بات شامل ہے کہ انسان ان کی برکت سے ان فرزانوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جو ذکر و فکر میں شاغل رہتے ہیں۔ اور کوئی لمحہ غفلت کی حالت میں بسر نہیں کرتے۔ اور دعا و مناجات میں مشغولیت کو حاصل زندگی اور مقصدِ حیات سمجھتے ہیں۔ تا آنکہ یہی تصور ان کے دل و دماغ پر غالب آجاتا ہے، اور وہ تمام دنیاوی بندھنوں سے ذہنی طور پر چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں۔ جسمانی کام کرتے ہوئے بھی ان کا دل ان کا ذہن اور ان کا دماغ یادِ حبیب سے خالی نہیں رہتا اور "نارِ نفس" کے ساتھ دل کا ساز بجتا رہتا ہے۔ یہ کیفیت و محویت اس حد تک غالب آجاتی ہے کہ موت کو بھی پیامِ راحت سمجھنے لگ جاتے ہیں، اور اس کی آمد سے ہراساں و ملول نہیں ہوتے، کیونکہ یہ حقیقت ان کے ذہن میں راسخ ہو تی ہے، کہ دنیا میں رہتے ہوئے مکمل طور پر دنیاوی امور سے مجتنب رہ کر اور پوری طرح تعلق توڑ کر، ذکر کرنا ممکن نہیں، مطلب یہ کہ چاہے جس قدر بھی یکسوئی حاصل کر لیں پھر بھی دنیاوی امور کی انجام دہی کے لیے کچھ نہ کچھ وقت نکالنا ہی پڑتا ہے۔ صرف موت ایک ایسا ذریعہ ہے جو ذکر و فکر کے راستے میں حائل اور انس و محبت کے درمیان آڑے بننے والی ان رکاوٹوں کو ختم کر سکتی ہے۔

چنانچہ اسی وجہ سے وہ موت سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات شدتِ استغراق کے عالم میں شوقِ لقا کی خاطر اس کے منتظر بھی رہتے ہیں۔ کہ وہ آکر اس فانی زندگی کا خاتمہ کرے۔ اور وہ اس حبیب سے وصال کی دولت حاصل کریں جس کی یاد میں جگر کباب ہوتے

Marfat.com

اور دل سلگتے رہتے ہیں۔

وظائف کے بعد محبت میں اس طرح سلگنے والوں کی یہ شان ہو جاتی ہے کہ خدا پاک بھی ان سے محبت فرماتے اور ان کی لقا یعنی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔

من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہٗ۔

جو اللہ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ پاک بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں۔

O

Marfat.com

قرآنی وظائف کی تفصیلات

احادیث میں جو قرآنی وظائف بیان کیے گئے ہیں، ان پر ایک گہری اور فکر انگیز نظر ڈالنے سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ ان کا منتہائے مقصود بندے کو ذاکر و عابد بنانا اور غفلت و خود فراموشی کی دلدل سے نکالنا ہے۔ کیونکہ یہ وظائف ایک ہی قسم کے نہیں ہیں بلکہ مختلف حالات و اوقات کے لیے الگ الگ تجویز کیے گئے ہیں جس میں یہ حکمت کارفرما نظر آتی ہے کہ بندہ ہر حالت میں اپنے رب کی یاد میں منہمک رہے اور کسی وقت بھی اس کے ذکر سے غافل نہ ہو، جس قسم کے حالات درپیش ہوں ان میں کاہل و ناکارہ بیٹھنے کی بجائے اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو، اور وظیفے کے شوق اور لالچ میں وہ وقت عبادت اور یاد الٰہی میں گزارے۔

اوقات بھی بدلتے رہتے ہیں اور حالات بھی! اس کائنات کے اندر انسان کی زندگی میں نئے نئے حوادث جنم لیتے اور طرح طرح کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ہر حالت اور وقت کے لیے ایک الگ اور پہلے سے مختلف وظیفہ متعین ہو اور انسان کے دل میں

Marfat.com

پابندی کے ساتھ اسے پڑھنے کا شوق بھی ہو تو ظاہر ہے اس کا کوئی وقت فارغ نہیں گزر سکتا، جو صورت بھی رونما ہوگی وہ اس کے مطابق وظیفہ پڑھنے میں مصروف ہو جائے گا، اس طرح کوئی لمحہ نہیں بچے گا جو وہ بے مقصد، ناکارہ اور غفلت میں گزار سکے، حضرت انسان کو ذاکر و عابد بنانے کا یہ حسین ترین طریقہ ہے۔

صبح و شام کے مختلف اوقات میں پڑھنے، آفات و بلیات سے بچنے، مصائب سے محفوظ رہنے، دنیا و آخرت کی عزت و آبرو اور دیگر مقاصد کے لیے احادیث سے جو قرآنی وظائف ثابت ہوتے ہیں۔ اور کتاب الٰہی کی سورتوں کے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں وہ یہاں تفصیل سے بیان کیے جاتے ہیں۔ تاکہ حسب حال یا ضرورت کے مطابق جس قسم کا وظیفہ کسی کو درکار ہو وہ پڑھنے کے لیے منتخب کر سکے۔ اس طرح مرد مومن کی توجہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک ہی ذات پر مرکوز ہو جائیگی، وہ ذات جس کے لیے بندے کی ساری عبادتیں اور ریاضتیں وقف ہوتی ہیں۔ اور جس کی یاد سے دلوں کو اطمینان و سکون کی دولت نصیب ہوتی اور رحمت و برکت کی پھوار پڑتی ہے، اور جس کی بندگی سے سعادت مندوں کے دلوں کی تپش اور شبوں کے گداز کا راز آشکارا ہوتا ہے۔

صبح کے وظائف

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد مروی ہے۔

۱۔ من قرء یٰسٓ فی صدر النہار قضیت حوائجہٗ [۶۹]

جو دن کے آغاز میں سورہ یٰسین پڑھتا ہے، اس کی ضروریات پوری کر دی جاتی ہیں،

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے۔

---

[۶۹] مشکوٰۃ ۱، ۱۸۹

Marfat.com

۲۔ جو شخص صبح کے وقت تین بار یہ تعوذ پڑھتا ہے۔

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم۔

تین بار یہ پڑھ کر پھر اٹھائیسویں پارے کی سورہ حشر کی آخری تین آیتیں تلاوت کرتا ہے۔

وکل اللہ بہ سبعین الف ملک یصلون علیہ حتی یمسی وان مات فی ذٰلک الیوم مات شھیداً [۱]

خدا تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں، اگر اسی روز مرجاتے تو شہید متصور ہوتا ہے۔

جو شخص رات کو یہی وظیفہ کرے اس کے لیے صبح تک کا یہی حکم ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص یہ وظیفہ دن کو کرے تو شام تک، اور اگر شام کو کرے تو صبح تک محفوظ رہتا ہے۔

حم، تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم۔ غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول۔ لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر [۲]

اس کے بعد آیت الکرسی پڑھے، جو تیسرے پارے کی تیسری آیت ہے۔

رات کے وظائف

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

ہم لوگ ایک تیرہ و تار بارانی رات میں نکلے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا۔

پڑھو! میں نے عرض کی، کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا۔

---

[۱] ترمذی ۱۱۹، [۲] مشکوٰۃ ۱۸۷۔

Marfat.com

قل ھو اللہ اور آخری دو سورتیں پڑھو، مطلب یہ کہ قرآن پاک کی آخری تین سورتیں پڑھو! اگر دن کو پڑھو گے تو شام تک اور شام کو پڑھو گے تو صبح تک تمہارے لیے کافی ہونگی، [69]

آپ کا یہ دستور تھا کہ سوتے وقت یہی سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پہ دم کر کے سارے جسم پر پھیرا کرتے تھے، آپ تین بار یہی عمل دہراتے۔ [70]

۵۔ سورہ البقرہ شریف کی آخری دو آیات کے بارے میں جو آپ کے ارشادات ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے، اعمال و وظائف کے باب میں یہ آیات بہت اہمیت رکھتی ہیں، اور کسی خزانہ عامرہ اور بیش بہا نعمت سے کم نہیں۔

من قرء بھما فی لیلۃ کفتاہ۔ [71]

جو انہیں رات کو پڑھ لے اُس کیلیے کافی ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔

ولا تقرآن فی دار ثلاث لیال فیقر بھا الشیطان، [72]

تین راتوں تک جس گھر میں پڑھی جائیں وہاں شیطان نہیں آتا۔

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان اللہ ختم سورۃ البقرۃ بآیتین اعطیتھما من کنزہ الذی تحت العرش فتعلموھن وعلموھن نساءکم فانھا صلاۃ وقربان ودعاء، [73]

اللہ پاک نے سورۃ بقرہ کو دو آیات پر ختم فرمایا ہے، یہ عرش کا خزانہ ہیں جو مجھے دی گئی ہیں، انہیں خود سیکھو، اپنی خواتین کو سکھاؤ، کیونکہ یہ نماز عبادت اور دعائیں،

---

[69] مشکوٰۃ، ۱۸۸۔ [70] ارشاد العباد، ۴۲۔ [71] بخاری مشکوٰۃ، ۱۸۵،
[72] ترمذی۔ [73] دارمی،

Marfat.com

۶۔ حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ "مجھے کوئی وظیفہ بتایئے جو سوتے وقت پڑھوں" آپ نے فرمایا، قل یا ایھا الکافرون، پڑھ لیا کرو، یہ شرک سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔[۴۴]

۷۔ جو شخص سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر سو بار سورہ قل ھو اللہ شریف پڑھ لیتا ہے، قیامت کے روز اللہ پاک فرمائیں گے، اے میرے بندے، دائیں طرف ہی سے جنت میں جا۔[۴۵]

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من قرء حم الدخان فی لیلۃ اصبح یستغفرلہٗ سبعون الف ملک۔[۴۶]

جو شخص رات کے وقت سورۂ دخان پڑھ لیتا ہے، صبح تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

۹۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

من قرء آخر آل عمران فی لیلۃ کتب لہ قیام لیلۃ۔[۴۷]

جو شخص رات کو سورہ آل عمران کا آخری رکوع پڑھ لیتا ہے، اسے شب بیداری کا ثواب مل جاتا ہے۔

۱۰۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص رات کو سو آیات پڑھ لیتا ہے اللہ پاک اس سے اس رات قرآن پاک کا حق ادا نہ کرنے کے بارے میں باز پرس نہیں فرماتے گا، جو دو صد آیات پڑھ لیتا ہے اسے ساری رات عبادت و قیام کا ثواب مل جاتا ہے۔ جو پانسو یا اس

۴۴، ترمذی۔ ۴۵، ایضاً مشکوٰۃ ۱۸۸، ۴۶، ترمذی مشکوٰۃ ، ۱۸۷،
۴۷، مشکوٰۃ، ۱۸۹،

Marfat.com

سے زیادہ ہزار تک آیات کی تلاوت کرے اسے ڈھیروں اجر عطا فرماتا ہے [۷۸]

جمعۃ المبارک کے وظائف

۱۱ - حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

من قرء آل عمران یوم الجمعۃ صلت علیہ الملئکۃ الی الّیل۔ [۷۹]

جو شخص جمعہ کے دن سورۃ آل عمران کی تلاوت کرتا ہے، فرشتے رات تک اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

۱۲ - حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

- من قرء سورۃ الکہف فی یوم الجمعۃ اضاءٓ لہ النور ما بین الجمعتین۔ [۸۰]

جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرتا ہے، اسے ایک نور عطا ہوتا ہے جو دوسرے جمعۃ المبارک تک کے درمیانی عرصہ کو اس کے لیے روشن کر دیتا ہے،

۱۳ - حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا یہ حکم مروی ہے۔

اقرؤ سورۃ الھود یوم الجمعۃ۔ [۸۱]

جمعۃ کے دن سورہ ہود کی تلاوت کرو،

۱۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا۔

من قرء حم الدخان فی لیلۃ الجمعۃ غفر لہ۔ [۸۲]

جو شخص جمعۃ المبارک کی رات کو سورہ دخان کی تلاوت کرتا ہے اسے بخش دیا جاتا ہے۔

---

[۷۸] دارمی ، [۷۹] - ایضاً ، [۸۰] ، بیہقی ، [۸۱] دارمی
[۸۲] ، ترمذی ،

Marfat.com

آندھی کے وظائف

۱۵ - حضرت ابن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ جحفہ اور ابواء کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک آندھی آگئی، آپ نے فرمایا۔
اے عقبہ! قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھو، رب کی پناہ میں آنے کے لیے یہ ایسی دعائیں ہیں جن کی کوئی مثال نہیں۔ [۸۳]

سورتوں کے فضائل

۱۶ - سورۃ اخلاص

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!
جو شخص دس بار سورۃ اخلاص کی تلاوت کرے اس کے لیے جنت میں ایک شاندار محل تیار کر دیا جاتا ہے، بیس بار پڑھے تو دو اور تیس بار پڑھ لے تو تین محل بنا دیے جاتے ہیں، اسی حساب سے وہ جتنے چاہے محل بنواتے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی! یا رسول اللہ! اذاً لنکثرن قصورنا۔ اگر یہ بات ہے تو ہم بڑی کثرت سے اپنے محل بنوائیں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ [۸۴]

۱۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
جو شخص یہ سورت دو سو بار تلاوت کر لے اس کے پچاس سال کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، مگر

---

[۸۳] ابوداؤد [۸۴] مشکوٰۃ ۱۹۰۰

Marfat.com

قرض کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہ سنگین جرم ہے جو معاف نہیں کیا جاتا۔

من قرء قل ھو اللہ احد مائتی مرۃ محی عنہ ذنوب خمسین

سنۃ الا ان یکون علیہ دین ۔ [۸۵]

۱۸ ۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص اتنی طاقت کا مالک نہیں کہ ایک رات میں قرآن پاک کا تیسرا حصہ پڑھ لے ۔

من قرء اللہ الواحد الصمد فقد قرء ثلث القران ۔ [۸۶]

جس شخص نے سورۃ اخلاص پڑھی گویا اس نے تہائی حصہ قرآن پاک کی تلاوت کی ۔

۱۹ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا جمع ہو جاؤ، میں تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا، جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ سورۃ اخلاص سنا کر اندر تشریف لے گئے، حاضرین حیران رہ گئے آپ نے واپس آکر بتایا ۔

الا انہا تعدل ثلث القرآن ، [۸۷]

خبردار ! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے ۔

۲۰ ۔ ایک صحابی کسی محلے کے امام تھے، سب انہیں احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے، ان کا یہ دستور تھا کہ جب بھی نماز پڑھاتے سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص کی ضرور تلاوت کرتے، اگر کوئی اور سورت یا آیت پڑھنا ہوتی، پھر بھی یہ سورت ترک نہ کرتے ۔

دیگر حضرات نے ان کی خدمت میں عرض کی ۔

آپ کا یہ طرز عمل انوکھا، بالکل نیا اور سب سے مختلف ہے۔ چاہیے تو یہ کہ آپ سورۃ فاتحہ

---

[۸۵] ترمذی ، [۸۶] ایضاً ۔ [۸۷] ، ایضاً

کے بعد سورہ اخلاص یا کوئی اور سورت پڑھا کریں ۔ بیک وقت دوسری آیات یا کسی سورۃ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھنا خلافِ قاعدہ ہے ۔ انہوں نے فرمایا۔ اگر چاہو تو میں تمہاری امامت سے دستبردار ہونے کے لیے تیار ہوں۔ مگر سورہ اخلاص کا یہ عمل چھوڑنے کیلیے تیار نہیں ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ عجیب اور انوکھا مقدمہ پیش کیا گیا۔

آپ نے اُسے بلا کر سبب دریافت فرمایا۔

اس نے کہا، مجھے اس سورت کے مضمون کے ساتھ غیر معمولی لگاؤ اور انس ہے۔

آپ نے اس کی یہ چاہت اور سورۂ اخلاص کے ساتھ یہ محبت دیکھ کر فرمایا۔

ان حبها ادخلك الجنة ۔ [88]

بیشک اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

۲۱ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔

آپ نے ایک شخص کو سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا ۔

اس پر جنت واجب ہو گئی ۔ [89]

قرآن پاک کا دل ۔ سورۂ یٰسین

۲۲ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

ان لکل شیئ قلبا وقلب القرآن یٰسین ومن قرء یٰسین کتب اللہ لہٗ بقراءتہا قراءۃ القرآن عشر مرات ۔ [90]

بے شک ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن پاک کا دل سورہ یٰسین ہے۔ جو شخص

---

[88] ترمذی ۱۱۴۰ ، [89] ترمذی ۔ ۱۱۲ ، [90] مشکوٰۃ ، ۱۸۷۔

Marfat.com

ایک بار یہ سورت پڑھے اسے دس بار قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

۲۳۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا۔

من قرء یٰسین ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ، غفرلہ ماتقدم من ذنبہ فاقرؤھا عند موتاکم۔ [91]

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سورۃ یٰسین پڑھے اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ لہٰذا اپنے مردوں کے پاس اسے پڑھا کرو۔

سورۃ تکاثر

۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

الا یستطیع احدکم ان یقرأ الف آیۃ فی کل یوم، قالوا ومن یستطیع ان یقرء الف آیۃ فی کل یوم؟ قال: اما یستطیع احدکم ان یقرأ الھاکم التکاثر، [92]

کیا تم سے کوئی شخص روزانہ ایک ہزار آیات نہیں پڑھ سکتا؟ عرض کی: حضور روزانہ ایک ہزار آیات کون پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: کیا کوئی شخص سورۃ الہاکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا۔؟

مطلب یہ تھا کہ اس سورت پاک کی تلاوت سے ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب مل جاتا ہے۔

سورۃ زلزال

---

[91] بیہقی ، [92] بیہقی۔

Marfat.com

۲۵ - حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔

ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا۔ جن سورتوں کے شروع میں الٓر آتا ہے ان میں سے تین سورتیں یاد کر لو۔ اس نے عرض کی! حضور اب عمر زیادہ ہو گئی ہے، زبان پر الفاظ نہیں چڑھتے۔ قوتِ یادداشت بھی کمزور ہو گئی ہے ان حالات میں اتنی لمبی سورتیں کس طرح پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر وہ تین سورتیں یاد کر لو جو حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس نے پھر وہی عذر پیش کیا۔ کہ اتنی لمبی سورتیں بھی یاد نہیں کر سکتا۔ مجھے کوئی جامع ترین سورت یاد کرا دیجئے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے سورۃ زلزال کی تعلیم دی، وہ شخص بہت خوش ہوا، اور بولا! میں یہ وظیفہ کبھی ترک نہیں کروں گا۔

جب وہ چلا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو بار فرمایا۔

افلح الرّویجل :- ۹۳

یہ شخص فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو گیا۔

۲۶ - حضرت ابن عباس اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سورۃ زلزال نصف قرآن، سورہ اخلاص تہائی قرآن اور قل یاایہا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

یعنی سورۃ زلزال کی تلاوت سے نصف قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ سورۃ اخلاص کی تلاوت سے تہائی اور قل یاایہا الکافرون کی تلاوت سے چوتھائی قرآن پاک پڑھنے کا۔

۹۳۔ مسند امام احمد۔

Marfat.com

۲۷ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من قرء سورۃ الواقعہ فی کل لیلۃ لم تصبہ فاقۃ ابدا۔ ۹۳

ہر رات سورۃ واقعہ کی تلاوت کرنے والا کبھی فاقہ مستی اور بھوک افلاس کی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما اپنی بچیوں کو تلقین و ہدایت کیا کرتے تھے کہ وہ ہر رات اس کی تلاوت کریں۔

۲۸ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

علموا نساءکم سورۃ الواقعۃ، فانہا سورۃ الغنی۔ ۹۵

اپنی خواتین کو سورۃ واقعہ کی تعلیم دو، یہ دولتمند بنانے والی سورت ہے۔

۲۹ - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

قاریٔ الحدید واذا وقعت والرحمٰن یدعی فی ملکوت السمٰوٰت والارض ساکن الفردوس۔ ۹۶

ستائیسویں پارے کی آخری تین سورتیں سورہ الرحمان، سورۃ الواقعہ، اور سورہ الحدید کے قاری کو کائنات ارض و سما میں فردوس کا باشندہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

۳۰ - حضرت ایفع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سی سورت سب سے بڑی ہے۔

---

۹۴ بیہقی - ۹۵ ارشاد العباد - ۹۹ ، ۹۶ ، ارشاد العباد ، ۹۹

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔

قل ھو اللہ

اس نے پھر سوال کیا، سب سے بڑی آیت کون سی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

آیۃ الکرسی۔

اس نے پھر استفسار کیا۔ وہ کون سی آیت ہے جس کی یہ شان ہو کہ آپ بھی یہ چاہتے ہوں کہ اس کا ثواب آپ کو اور آپ کی امت کو ملے۔

آپ نے فرمایا۔

وہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں، وہ عرش رحمان کا خزانہ اور دین و دنیا کی خیرات و برکات کی جامع ہیں۔ میری امت کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ پاک نے اسے یہ آیات عطا فرمائی ہیں۔ [۹۷]

۳۱۔ اگر کسی سے صبح و شام کا کوئی عمل کسی وجہ سے رہ جائے تو مندرجہ ذیل آیات صبح و شام پڑھ لینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ اور اسے رب تعالیٰ کی رحمت سے پورا ثواب مل جاتا ہے۔

آیات یہ ہیں۔

فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ۔ ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیا وحین تظھرون ۔ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا وکذٰلک تخرجون ۔ [۹۸]

---

[۹۷] مشکوٰۃ، ۱۸۹۔ [۹۸] ابوداؤد، ارشاد العباد، ۷۲۔

Marfat.com

حقائق و واقعات

دلچسپ اور مؤثر افسانوی انداز میں

○

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

○

الف............ محفوظ قلعہ

ب............ اہلِ قرآن کا جلوس

ج............ سورت کا نور

د............ یٰسین کی ضرب

ہ............ تلاوت کا اثر

Marfat.com

Marfat.com

محفوظ قلعہ

مسجد نبوی کے پاس کھانے کی اشیاء کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ لوگ بڑے شوق اور جذبے کے ساتھ صدقہ فطر جمع کروا رہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے طعام کے انبار لگ گئے۔

شام کے بعد لوگ نمازِ عشاء کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ادھر سے فارغ ہو کر لوگ گھروں کو سدھار گئے۔ رات ڈھل گئی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوکس ہو کر انبار کے پاس بیٹھ گئے، جنہیں خصوصی طور پر اس کی نگہبانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ جب اندھیرا گہرا ہوا اور ہر شے تاریکی میں ڈوب گئی۔ تو مقدس پہریدار نے محسوس کیا، کوئی شخص طعام کے انبار پر جھکا ہوا ہے اور اپنے کام میں مصروف ہے۔

حضرت ابوہریرہ پھرتی سے اٹھے اور اسے بازو سے پکڑ لیا۔

"کھانے کے چور! تجھے پتہ نہیں یہ مسلمانوں کا صدقہ ہے۔ جو فقراء و مساکین کا حق ہے، اسے چوری کرنا ذلیل ترین حرکت ہے۔ میں اس کے نگہبان کی حیثیت سے تجھے گرفتار کرتا ہوں، کل حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالتِ عالیہ میں پیش کروں گا۔"

چور یہ سن کر گڑگڑاتے ہوئے حضرت ابوہریرہ کے پاؤں پر گر پڑا۔

"اے رحمدل پہریدار! میری سنو، ایک مفلوک الحال، غربت زدہ ضرورتمند ہوں، افلاس اور تنگدستی نے زندگی کا رس نچوڑ لیا ہے۔ تمام راہیں مسدود ہو گئی ہیں، کوئی ذریعہ معاش نہیں رہا، ستم یہ کہ بہت زیادہ عیالدار ہوں۔ اگر مہربانی کرو تو مجھے چھوڑ دو، دعائیں دوں گا۔ آئندہ نہ آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

اس نے ہاتھ جوڑ کر اس طرح گریہ و زاری کی، کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحم آ گیا، آپ نے چھوڑ دیا۔ صبح دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کی طرف دیکھا۔

Marfat.com

"ابوہریرہ! کل رات چور کے ساتھ کیسے گزری؟"

"عرض کی۔ میرے آقا! اس نے اتنی خوشامد اور عاجزی کی کہ مجھے رحم آگیا۔ وہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرکے چلا گیا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ نے محبوب پاک کے متبسم ہونٹوں کی طرف دیکھا، آپ معنی خیز انداز میں مسکرا رہے تھے۔

"ابوہریرہ! اس نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ دوبارہ آئے گا۔"

جب محبوب کی زبان سے آنے والے واقعہ کا علم پہلے ہی ہوگیا تو اس کے آنے میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ آپ کسی چیز کے بارے میں خبر دیں اور وہ غلط ہو، لہٰذا ابوہریرہ کے پہرے میں انتظار کا عنصر بھی شامل ہوگیا۔

اطلاع کے مطابق وہ آیا اور پہلے کی طرح کام شروع کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ نے اُسے آگے بڑھ کر پکڑ لیا اور فرمایا۔ "تم وعدہ خلاف اور عہد شکن ہو، نہ آنے کی زبان دے کر پھر آگئے ہو، اس لیے اب تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

چور نے پھر پہلے کی طرح منتیں شروع کر دیں اور اپنی خستہ حالی، غربت اور ناداری کا ایسا بھیانک نقشہ کھینچا کہ انہیں ترس آگیا اور دوبارہ چھوڑ دیا۔

صبح دربارِ نبوی میں حاضر ہوتے تو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر متبسم تھے، جیسے شب کے راز سے آگاہ ہوں، اور ابوہریرہ کی سادگی پر مسکرا رہے ہوں۔

"ابوہریرہ! رات کے چور کے ساتھ کیسے بیتی۔؟"

"عرض کی، میرے آقا! اس نے حسبِ معمول بہت منت وزاری کی۔ اس لیے ترس کھا کر چھوڑ دیا۔"

"فرمایا! وہ بڑا جھوٹا ہے زبان دینے کے باوجود آج رات پھر آئے گا۔"

حضرت ابوہریرہ تیسری رات پھر انتظار میں بیٹھ گئے، وہ آیا اور کھانے کی اشیا اپنی زنبیل

میں انڈیلنے لگا

حضرت ابوہریرہ نے لپک کر اُسے دبوچ لیا، اور ملامت آمیز لہجے میں کہا۔

"تو کوئی بہت ہی لیچڑ اور کمینہ ہے۔ روزانہ چوری کے لیے آجاتا ہے۔ آج تو تجھے کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا۔ بے غیرتی اور ڈھٹائی کی بھی حد ہوتی ہے۔ تین مرتبہ ملامت کر چکا ہوں، اب پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے، تجھے صبح دربارِ نبوی میں ضرور پیش کروں گا۔

"اے ابوہریرہ! اب کی بار معافی دے دو۔ تم سے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد نہیں آؤں گا اور احسان شناسی کا ثبوت دینے کے لیے میں تمہیں ایک بڑا قیمتی وظیفہ بتاتا ہوں۔"

بوڑھا پہلے کی طرح گڑگڑایا۔ اس کی مسکینی اور عاجزی دیکھ کر حضرت ابوہریرہ کا دِل پسیج گیا۔ فرمایا۔

"اچھا! تمہیں چھوڑ دوں گا۔ وہ وظیفہ بتاؤ!"

"وظیفہ یہ ہے کہ صبح کے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان ایک دن کے لیے شیطان کے شر و فساد اور مکر و فریب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جیسے محفوظ و مضبوط قلعہ میں آگیا ہو، شیطان کو اس پر دسترس ہی نہیں رہتی۔ اور وہ سارا دن اس کے منحوس سائے سے پناہ میں رہتا ہے۔

وظیفہ لے کر ابوہریرہ نے اُسے چھوڑ دیا۔

صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تین راتوں کے سربستہ راز سے پردہ اٹھایا۔

ابوہریرہ! جانتے ہو یہ آنے والا کون تھا، چوری کے لیے ہر رات آنے اور وظیفہ بتلانے والا شیطان تھا۔ وہ بڑا کذاب اور جھوٹا ہے۔ مگر اس نے جو وظیفہ بتایا ہے وہ صحیح ہے۔ ؎۹۹

○

؎۹۹ ۔ بخاری، مشکوٰۃ، ۱۸۵

Marfat.com

اہلِ قرآن کا جلوس

دو ہیبتناک سائے تاریکی کے سمندر سے ابھرے اور فضا میں تیزی سے تیرنے لگے، پھیلتے ہوئے اندھیرے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے، اور تھکے ہارے انسان، درماندہ جاندار تیز رفتار زندگی کی ہنگامہ خیز گہماگہمی سے فرار و نجات حاصل کرنے کے لیے سکون کی تلاش میں ان کی آغوشِ عاطفت میں پناہ لینے کی سوچ رہے تھے۔ آنکھیں بوجھل تھیں اور دماغوں پر غنودگی طاری ہو رہی تھی۔

مکروہ سیاہ پیکروں نے اندھیاروں کی موجوں میں ایک لمبا غوطہ لگایا اور خود بھی اپنے کالے وجود سمیت ان میں تحلیل ہو گئے۔ پھر جو نمودار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین پر لگ چکے تھے۔ انہوں نے چلنا شروع کر دیا۔ ایک نے اپنی خرطوم ہوا میں لہرائی۔ دوسرے نے گہری سانس لی۔ اور پیٹ سے ہوا خارج کی۔ ان کی اس حرکت سے ہر طرف تعفن اور بدبو کا منہ زور طوفان آ گیا۔ فضا کی ہر چیز کثافت اور گندگی میں ڈوب گئی۔ جیسے بدرو کے دہانے پہ لا کر کھڑی کر دی گئی ہو۔

دونوں کالے سائے زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے ہوئے ایک مکان میں گھس گئے اور وہاں اودھم مچانا شروع کر دیا۔ بے جما لو! کی تان پہ انہوں نے اتنا بھرپور رقص کیا کہ بے سدھ ہو گئے، آخر تانیں اڑاتے وہاں سے نکلے اور دوسرے مکان میں گھس گئے۔

یہاں بھی ان کی طبیعت میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے ترنگ میں آ کر اچھلنا کودنا اور گھر والوں کو چھیڑنا شروع کر دیا، لطف کی بات یہ کہ کسی نے بھی ان کی بات اور چھیڑ چھاڑ کا برا نہ منایا اور نہ ہی گھر میں بے اجازت داخل ہونے پر کوئی اعتراض اور احتجاج کیا۔

دونوں کالے سائے اتنے مکروہ صورت اور بدنما تھے کہ دیکھ کر طبیعت میں کراہت پیدا

Marfat.com

ہوتی تھی۔ بھدے، وحشت ناک نقوش ڈراؤنے خدوخال، کھردری خارش زدہ جلد، لمبوترے ناخن، سر پر نوکیلے سینگ انہیں بھوت یا غیر انسانی مخلوق ظاہر کرنے کے لیے کافی تھے۔

وہ بے ہنگم انداز میں ناچتے لوگوں کی گلی پہ دھول جماتے اور ان کا منہ چڑاتے نکلے اور ایک مکان کی طرف بڑھے جس کا دروازہ بند تھا، انہوں نے جاکر دستک دی مگر نہ کھلا۔ پھر کھٹکھٹایا، مگر اس دفعہ بھی کھولنے کے لیے کوئی نہ آیا۔ وہ دونوں بھوت سٹپٹا گئے، اور ایک نے دوسرے سے کہا۔

دروازہ توڑ دو اور اندر جاکر تباہی مچادو!

"میں کیسے توڑوں! بڑی مضبوطی سے بند کیا گیا ہے۔ کواڑ بھی مضبوط ہیں۔ اور تالا بھی لگا ہوا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں تم اسے نہیں توڑ سکتے، اور نہ اس مکان میں گھس سکتے ہو۔"

"کیوں نہیں گھس سکتا۔ جب کہ دوسرے مکانوں میں بے روک ٹوک گھس گیا ہوں، اور وہاں کے مکینوں کو ننگی کا ناچ بھی نچایا ہے۔

وہ بے شعور، غافل اور کم فہم مکین تھے، اس مکان کا مالک قرآنی وظائف کا عامل ہے۔ پابندی کے ساتھ تلاوت کرتا ہے اس لیے یہ ان کی طرح نہیں اس نے سرِ شام سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لی ہیں۔ اب یہ ہماری دستبرد اور گرفت سے پوری طرح آزاد ہو گیا ہے، اس رات ہم اس پر قابو حاصل نہیں کر سکتے۔ خواہ کتنا زور لگائیں۔ ؎۱

یہ سن کر دوسرا سایہ سر پکڑ کے بیٹھ گیا، شکست کے تصور سے اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ سینے سے ہوک سی اٹھی اور وہ دوہرا ہو کر رہ گیا، جیسے کمر ٹوٹ گئی ہو۔

یہ آپ کو کیا ہوا؟ شتونگڑے نے اپنے بڑے ابلیس کی حالت متغیر ہوتے دیکھ کر پوچھا! اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی، کہ یک بیک اس کی حالت اتنی خستہ اور دگرگوں کیوں ہو گئی ہے۔

؎۱ ولا تقرآن فی دار ثلاث لیال فیقربها الشیطٰن۔ ترمذی۔

Marfat.com

اے اندھے! ادھر سامنے دیکھ! کس شان سے اہلِ قرآن کا جلوس چلا آرہا ہے ہم تو اس ایک آدمی کو رو رہے ہیں۔ ادھر پورا گروہ، ایک بحرِ ناپیدا کنار، انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بڑھا آرہا ہے۔ جن پر برکت و سعادت سایہ فگن ہے۔ اور انوار و تجلیات ہم رکاب ہیں"

"مگر کہاں؟ مجھے تو کہیں کچھ بھی نظر نہیں آرہا۔ حدِ نگاہ تک تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی ہے حیرت یہ کہ آپ کی آنکھیں بھی بند ہیں، صرف ہونٹ پھڑپھڑا رہے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا یہ کیا راز ہے"! "شتونگر" نے حیرت سے کہا۔

"تم اندھے ہو، تم کچھ نہیں دیکھ سکتے، تمہاری نگاہ وہاں تک نہیں جا سکتی جہاں تک میری نگاہ کی رسائی ہے۔ میری نگاہ زمان و مکان کی حدود پھلانگ کر بھی بہت کچھ دیکھ سکتی ہے۔"

"وہ دیکھو! اہلِ قرآن کا عظیم الشان جلوس، اللہ والوں کا رفیع المنزلت با اخلاص گروہ، جن کے سروں پر عزت و عظمت کا نورانی تاج ضوفشاں ہے۔ آفتابِ حسن و جمال ان کے شفاف اور درخشاں رخساروں میں رواں دواں ہے۔ آنکھیں خمارِ توحید سے مست ہیں۔ ہونٹوں پہ ترانۂ درود و سلام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کے قاری اور اس کے احکام کے عامل و پابند تھے۔

ان کی قرآن خوانی اور احکامِ قرآن کی اطاعت و تعمیل اور دوسرے وظائف و اعمال متشکل صورت میں آج ان کے ساتھ ہیں، سورہ البقرہ اور سورہ آلِ عمران جلوس کی قیادت کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ اور پورے عزم و حوصلہ اور قوت و جرأت کے ساتھ عذاب و سزا کے ذمہ داراداروں کے کارکنوں سے ان کا دفاع کر رہی ہیں۔ کسی نامہربان اور غلیظ و شدید دشمن میں اتنی ہمت نہیں کہ غلط نیت سے ان کی طرف بڑھ سکے یا ان کو ٹیڑھی نظر سے دیکھ ہی سکے[1]

---

[1] یوتی بالقرآن یوم القیامۃ واھلہ الذین کانوا یعملون بہ تقدمہ سورۃ البقرۃ و آل عمران کانھما غمامتان او ظلتان سوداوان بینھما شرق او کانھما فرقان من طیر صواف تحاجان عن صاحبھما۔ (مسلم، مشکوٰۃ ۱۸۴، فضائل القرآن)

Marfat.com

سورۃ السجدہ ایک خوبصورت اور عظیم الجثہ پرندے کی شکل میں ان کے سروں پر سایہ کناں ہے
اور ناقابل برداشت دھوپ کی تمازت سے ان کا بچاؤ کر رہی ہے۔

"میں نے اس شان و شوکت کا جلوس اپنی طویل ترین زندگی میں آج تک نہیں دیکھا۔"

ابلیس کی زبان سے جلوس کی یہ رُوداد سُن کر شتو نرگاے کی آنکھ کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئیں، اُسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا، مگر اس کے باوجود ابلیس اس طرح واقعات بیان کر رہا تھا، جیسے سب کچھ دیکھ رہا ہو۔

وہ ایک لمحہ رُک کر پھر گویا ہوا۔

وہ دیکھو! سورۃ السجدہ رب تعالیٰ کے دربار میں ان کی بخشش اور عام معافی کے لیے التجا کر رہی ہے۔ "اے اللہ! میں تیرے کلام کا حصّہ ہوں، یہ باوفا لوگ میری تلاوت اور مجھ میں بیان ہونے والے احکام پر عمل کرتے رہے ہیں۔ انہیں بخش دے۔ ورنہ مجھے اپنے کلام سے، اپنے قرآن سے مٹا دے۔ ۱۰۲؎

الامان! کتنی زبردست سفارش اور کیسی زوردار شفاعت ہے۔ اس انداز تخاطب پر التجا قبول نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لو دیکھو! وہی ہوا، رب تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہو رہا

۱۰۲؎ ۔ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اقرؤا المنجية وهي الم تنزيل، فانه بلغني ان رجلا كان يقرءها مايقرء شيئًا غيرها وكان كثير الخطايا فنشرت جناحها عليه ۔ قالت: رب اغفر له فانه كان يكثر قراءتي ۔ فشفعها الرب تعالىٰ فيه وقال: اكتبوا له بكل خطيئة حسنة وارفعوا له درجة......

انها تجادل عن صاحبها في القبر تقول: اللّٰهم ان كنت من كتابك فشفعني فيه وان لم اكن من كتابك فامحني عنه ..... وانها تكون كالطير تجعل جناحها عليه فتشفع له، (مشكوٰۃ، ۱۸۹)

Marfat.com

ہے۔ ہم نے تیرے کہنے پر ان کو بخش دیا۔

اے ملائک! ان لوگوں کی نافرمانیوں سے درگذر کرو، اور گناہوں پہ قلم عفو پھیر دو۔ اور ان کی جگہ حسنات لکھ دو، اور اتنے ہی درجات بلند کر دو۔

تعالی اللہ! یہ فیاضی! یہ بخشش کا عالم! انسانوں پر اتنی نوازش! ہائے میں مرا۔ آدمی پر رحمتوں کا اتنا فیاضانہ نزول! ہائے میں نہیں دیکھ سکتا۔ یہ منظر میری بصارت چھین لے گا۔ دل پہ چھالے ڈال دیگا کلیجہ چھلنی کر دے گا۔ مجھے بچاؤ! سنبھالو!

ابلیس بے خیالی میں چلایا اور بے ہوشی کے عالم میں خوف سے بڑبڑایا۔ شتونگڑا اپنے باوا ابلیس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک بار پھر بحرِ تفکر میں غوطہ زن ہوگیا، اس نے دور و نزدیک نگاہ دوڑائی اور تاریکیوں کو غور سے گھورا، مگر اُسے دُور، دُور تک کوئی چیز دکھائی نہ دی۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے" آخر وہ بڑی بے چارگی سے چیخا"

تم ابھی شتونگڑے ہو، شیطان نہیں بنے۔ جب اس منزل تک پہنچے تو بہت کچھ دیکھنے لگوگے۔ اب وہ دیکھو! جلوس آگے بڑھ رہا ہے، آگے جہنم ہے۔ اس کے سات دروازے بھی کھلے ہیں۔ مجھے بڑا مزہ آئے اگر یہ اس میں جا گھسیں، یا پکڑ کر پھینک دیے جائیں۔ مگر میں جانتا ہوں میری یہ حسرت پوری نہیں ہوگی، یہ لوگ اتنے عالی مرتبت ہیں کہ اس ہولناک مقام سے بھی امن و عافیت اور سلامتی کے ساتھ گزر جائیں گے۔ لو دیکھو! وہی ہوا وہ سات سورتیں جو حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں متشکل صورت میں جہنم کے ہر دروازے پر جا کر کھڑی ہوگئی ہیں، ایک پر حٰمٓ السجدہ کھڑی ہوگئی ہے۔ دوسرے پر حٰمٓ الشوریٰ نے قبضہ کر لیا ہے۔ تیسرے دروازے پر حٰمٓ الزخرف پہریدار بن گئی ہے۔ اسی طرح باقی چار دروں پر حٰمٓ الدخان اور حٰمٓ جاثیہ اور حٰمٓ الاحقاف اور حٰمٓ المومن قابض ہوگئی ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے ہیں۔ [۱۰۳]

---

[۱۰۳] ارشاد العباد ۹۱

Marfat.com

اب یہ جلوس کسی ناخوشگوار مزاحمت کا سامنا کیے بغیر آگے بڑھ گیا ہے، اس کے لیے ہر طرف سے رحمت، برکت، سعادت، مسرت و بہجت اور نورانیت کی گھٹائیں امڈ کر آرہی ہیں، اور اپنے خنک سائے میں آگے بڑھا رہی ہیں۔

یہ اہل اللہ ہیں یہ قرآن کے حاملین ہیں، یہ رب کے فرمانبردار اور اطاعت شعار بندے ہیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور پیارے اُمتی ہیں۔

یہ اتنی شان سے گزریں، یہ گوارا نہیں کر سکتا، میں انہیں تہہ و بالا کر دوں گا، ان کی دنیا میں زیر و زبر کر دوں گا، ہاں! یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا۔

ابلیس کی یہ بیہودہ چیخ و پکار، یاوہ گوئی سن کر اور ہذیان کی عجیب و غریب کیفیت دیکھ کر اس دفعہ شتونگڑے سے ضبط نہ ہو سکا۔ ابلیس کی طرف لپکا اور اسے جھنجھوڑا۔

"یہ آپ نے کیا تماشا لگا رکھا ہے کافی دیر سے میں یہ سب کچھ برداشت کر رہا ہوں۔ آخر یہ شاندار جلوس اس کے سرکار کی پذیرائی، شان و شوکت، ان کی مغفرت، اعمال کی متشکل صورت اہل قرآن کے لیے شفاعت اور جہنم کے دروازوں کی بندش! آخر یہ سب کیا ہے؟ یہ کیسا راز ہے۔ مجھے بھی تو کچھ پتہ چلے۔"

"ملعون او شیطان کے بچے! تو نے مجھے جھنجھوڑ کر میرا سلسلہ تصورات منقطع کر دیا ہے، میں قیامت کے روز اہل قرآن کو حاصل ہونے والی شان چشم تصور و ادراک سے دیکھ رہا تھا۔ اور یہ کیفیت اس لیے طاری ہوئی کہ اس ایک شخص کو اپنی دستبرد اور اپنے جال سے باہر اور محفوظ دیکھ کر غم سے میری کمر دوہری ہو گئی، جس نے صرف سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں اور ہم سے محفوظ ہو گیا، مجھے اس غم فردا نے ہلکان کر دیا۔ کہ کل قیامت کے روز جب اہل قرآن کی یہ شان نمایاں ہو گی اور وہ جلوس کی شکل میں عرصہ محشر میں نکلیں گے اور خراماں خراماں چلیں گے۔ پھر بخش دیے جائیں گے۔ اس وقت میری کیا حالت ہو گی۔ ہائے!

"کیا آپ کو یقین ہے ان کی یہی شان ہو گی؟" شتونگڑے نے پوچھا!

Marfat.com

"ہاں! کیونکہ ان کے ساتھ اس لطف و عنایات کا وعدہ کیا گیا ہے" ابلیس نے جواب دیا۔

"تب تو واقعی فکر اور دکھ کی بات ہے" شتو نگڑا بولا!

ان دونوں شیطانوں کی ساری رات اسی غم و فکر میں کٹ گئی۔ جس دروازے کے سامنے وہ پھسکڑا مار کر بیٹھے ہوئے تھے۔ صبح کے آثار نمودار ہوتے ہی وہ کھلا، غالباً گھر والا نماز کی خاطر مسجد جانے کے لیے باہر آنے والا تھا۔

ہوشیار ہو جاؤ، شکار آنے والا ہے۔ آج دن بھر اس کے پیچھے لگے رہو، اور قدم قدم پر پھسلانے، ورغلانے اور بھٹکانے کی کوشش کرو، آخر کہاں تک بچے گا۔

ابلیس نے اپنے ساتھی کو متنبہ کیا۔

ایک نوجوان شب زندہ دار دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ نیک بختی کے آثار اس کے چہرے سے ہویدا تھے۔ اس نے باہر قدم رکھتے ہی پڑھا۔

بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ [۱۰۴]

دروازہ بند کیا اور آگے بڑھا۔ دونوں شیطان اس کی طرف لپکے، مگر اچانک ایک گرز بردار شعلہ صفت بلند و بالا پیکر زمین سے نمودار ہوا اور دھاڑتے ہوئے ان کی طرف لپکا۔

شیطان اس غیبی مخلوق کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے۔ اور بے بسی سے اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

تو نے شب کی طرح ہم سے سارا دن محفوظ رہنے کے لیے بھی انتظام کر لیا۔

تم بہت دانا آدمی ہو۔

O

۱۰۴۔ ترمذی ۲/۰، ۱۱۲

Marfat.com

صورت کا نور

ایک علمی مجلس میں اعمال و وظائف کے اثرات اور ان پر مرتب ہونے والے گہرے نتائج کا مسئلہ زیرِ بحث تھا۔ نکتہ رس اہلِ علم اور باریک بین اصحابِ نظر اپنی آرا اور نتیجہ خیز اذکار کا اظہار کر رہے تھے، اس علمی مباحثہ نے طول کھینچا اور محفل کو گرما دیا۔

جو لوگ اس مجلس میں دم بخود بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں نوجوان موفق عجلی بھی تھا۔ جس کی پیشانی سے سعادت کے آثار اور چہرے بشرے سے عبادت کے علائم نمایاں تھے۔ اس کی حرکات اور انہماک سے ظاہر ہو رہا تھا وہ اس بحث میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا ہے، اور بڑے غور سے اہلِ علم کی لطیف اور نازک باتیں سن رہا ہے۔

ایک صاحبِ علم نے بات کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

"ایک مخصوص مدت کے بعد عالمِ برزخ یا عالمِ عقبیٰ میں اعمال کا محسوس و مبصر وجود میں متشکل ہو کر آنا اور انسان کے دنیاوی وظائف و نظریات اور حرکات و اعمال پر نتائج کا مرتب ہونا ایک ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے جس کے انکار کی کوئی وجہِ جواز نہیں، اگر توفیق شاملِ حال ہو تو بعض اوقات یہ حقیقتِ ثابتہ عملی صورت میں بھی نمودار ہو جاتی ہے۔ اور اہلِ نظر اس آیت کبریٰ کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے ہیں۔"

ایک دوسرے عالم نے اس دعوے پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اپنی بات کے ثبوت میں آپ کوئی ایسی چیز پیش کر سکتے ہیں، جو ایک طرف آپ کے دعوے کی ٹھوس دلیل بھی ہو، اور عقل کے ساتھ نقل کے معیار پر بھی پوری اترتی ہو؟"

پہلے عالم نے بڑے اعتماد کے ساتھ جواب دیا۔

"ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک دور میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں، جن سے یہ حقیقت

Marfat.com

کھلتی ہے کہ انسان کے اعمال غیر مؤثر، بے نتیجہ اور بے کار ثابت نہیں ہوتے، بلکہ اپنی نوعیت اور کیفیت کے مطابق حسین یا خوفناک صورت میں انسان کے سامنے آتے ہیں، اور بعض اوقات دنیا پر بسنے والے بھی اس کا ادراک کر لیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے ثابت ہے۔

کچھ صحابی جنگل سے گزر رہے تھے ایک صاحب نے اپنا خیمہ کسی جگہ نصب کر دیا۔ شب کو انہوں نے سنا جیسے کوئی شخص سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے۔ واضح طور پر آواز زمین کے نیچے سے آرہی تھی۔ وہ حیران رہ گئے۔ اور اس عجیب و غریب واقعہ کا تذکرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں آکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔

سورۂ ملک واقعہ میں نجات دہندہ سورت ہے جو عذابِ قبر سے بچاتی اور آگ کی تپش سے محفوظ رکھتی ہے۔ ۱۰۵

اس واقعہ میں معنی خیز چیز یہ ہے کہ!

جس جگہ صحابی نے اپنا خیمہ نصب کیا وہاں ایک شخص مدفون تھا جو سورہ ملک کا وظیفہ کیا کرتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرنے کے بعد اس کے عمل کا سلسلہ جاری رہا، اور اس کا عمل بے اثر ثابت نہ ہوا، تاآنکہ ایک ایسے انسان پر بھی اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا جو اس دنیا کا باشندہ تھا، اور ان لوگوں سے تعلق رکھتا تھا جو زمین پر بستے ہیں۔

حاضرین نے استدلال کی ثقاہت کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس کی معنویت سے متاثر و محظوظ ہو کر اس عالم کو بہت داد دی، اور کہا!

"دعوے کو ثابت کرنے کے لیے جو ٹھوس دلیل پیش کی گئی ہے وہ ہزار فلسفیانہ موشگافیوں اور مجادلانہ نکتہ ریزیوں پر بھاری ہے۔ اس سے مسئلہ بے غبار ہو جاتا ہے اور حقیقت ثابت

---

۱۰۵ ترمذی، ۱۱۲ ; مشکوٰۃ ۔ ۱۸۷،

Marfat.com

ہو جاتی ہے کہ انسان کا متواتر عمل اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ اور انسان کے ظاہر و باطن اور جسم و روح کو غیر محسوس طور پر بہت زیادہ متاثر کرتا ہے "

ایک صاحب نے نکتہ اٹھایا۔

"احادیث سے جتنے قرآنی وظائف ثابت ہیں وہ سب اسی مقصد کے لیے مشروع ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر یہ حکمت تھی کہ امت ان وظائف پر کاربند ہو اور ان پر مرتب ہونے والے نورانی نتائج و اثرات سے فائدہ اٹھائے "

ایک دوسرے صاحب بولے!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر عمل کر کے انہیں سُنّت بھی بنا دیا ہے، اس طرح ان وظائف میں وہ قوت اور برکت پیدا ہو گئی ہے جس کا اندازہ وہی شخص لگا سکتا ہے جو ان وظائف پر عمل پیرا ہو، اور پابندی کے ساتھ انجام دے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پابندی اور مواظبت کے ساتھ جو وظائف ادا فرمایا کرتے تھے ان میں سے بقول حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے سورہ السجدہ اور سورہ ملک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ

آخر اس پابندی اور مواظبت کا اس کے سوا اور کیا مقصد ہے کہ امت بھی ان وظائف کو شعار بنائے اور ان برکتوں سے فیضیاب ہو، جو ان کے نتیجے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

نوجوان موفق نے ان باتوں سے گہرا اثر قبول کیا۔ جب مجلس برخاست ہوئی اور وہ اپنے گھر آیا، تو اس کے دل میں ایک پختہ اور جوان عزم پوری قوت کے ساتھ پیدا ہو چکا تھا کہ کوئی قرآنی وظیفہ ضرور اپنانا ہے۔ جس پر پابندی کی جا سکے۔ اور جسے زندگی میں جاری و نافذ کر کے وہ سعادتیں حاصل کی جا سکیں جو ایسے وظیفہ خواں کا مقدر بن جاتی ہیں۔

مشکوٰۃ ۱۸۸

Marfat.com

اس نے سورہ السجدہ اور سورہ ملک کا وظیفہ شروع کر دیا، وہ سونے سے پہلے ان دو سورتوں کی بڑے خضوع اور توجہ کے ساتھ تلاوت کرتا اور فارغ ہو کر کیف و سرور محسوس کرتے ہوئے سو جاتا،

کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اُسے محسوس ہونے لگا وہ پہلے جیسا نہیں رہا، ان دیکھی مسرتوں نے اُسے اپنے سکون بخش ہالہ میں لے لیا ہے۔ اور قرار و اطمینان کی خوشبوئیں اس کے چاروں طرف بکھر گئی ہیں اس کی دنیا میں انقلاب آ گیا ہے اور وہ پہلی دنیا سے بالکل مختلف دنیا ہے۔ جس میں سے چلی افسردگی اور حزن و ملال کا کوئی شائبہ نہیں، اور نہ ہی اس میں خوف و ہراس، غم روزگار اور اندیشہ فردا کا کوئی نشان ہے، ایک نئی اور نورانی دنیا ہے، جس کی فضا حسین اور جس کی زمین رشکِ فردوس ہے۔

اس کی زندگی کے سو سال اسی مقدس وظیفہ کی پابندی میں گزر گئے، اس نے یہ عہد اس طور نبھایا کہ یہ وظیفہ اس کے لیے لازمہ حیات بن گیا۔ آخر زندگی کی شب تار ڈھل گئی اور اس منور صبح کے آثار دکھائی دینے لگے جو تارِ نفس ٹوٹنے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔

زندگی کے اس آخری مرحلے پر اعزہ و اقارب اور احباب و اصحاب اس کی چارپائی کے گرد اکٹھے ہو گئے، موفق نے آنکھیں کھولیں، اور سر بالیں اپنے احباب کو دیکھ کر مسکرایا، پیشانی روشن ہو گئی، اور سکون و مسرت کی ایک دبیز تہہ اس کے منور چہرے کا غازہ بن گئی۔ روئے جاناں کی طرح اس کا تر و تازہ چہرہ کھل اٹھا جیسے شگفتہ کنول جھیل میں تیر رہا ہو۔

جوینی نے اپنی تفسیر میں اس موقعہ پر حضرت ابان کے چشم دید واقعات بیان کیے ہیں۔ ابان کہتے ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ حضرت موفق کا جسم بے حس ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس پر چادر ڈال دی۔ اچانک سر کی طرف سے نور کا ایک شعلہ نمودار ہوا اور اوپر کی جانب پرواز کر گیا۔ ابھی ہم حیران و ششدر صورت حال پر غور ہی کر رہے تھے کہ پاؤں کی طرف سے بھی نور کا ایک گولا نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے بلند ہو گیا، پھر تھوڑی دیر بعد وسط سے بھی ایسا ہی نور ظاہر ہوا۔

موفق نے اپنے چہرے سے چادر ہٹائی۔

Marfat.com

اس کا پرسکون چہرہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ اپنے انجام سے بہت مطمئن ہے، اور کسی اور ہی دنیا کا نظارہ کر کے لوٹا ہے۔ بولا:

کیا تم نے کچھ دیکھا؟

ہم نے کہا:

"آپ کے سر پاؤں اور وسط سے نور نکلتے دیکھا ہے"

موفق نے کہا: تم نے قرآنی وظیفے کے نتائج کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہ سورہ السجدہ کے انوار و تجلیات تھے۔ سورۃ السجدہ کی ابتدائی دس آیات کا نور سر کی طرف سے ظاہر ہوا، آخری دس آیات کا نور پاؤں کی طرف سے ظاہر ہوا، اور آیت سجدہ کا نور وسط سے نمودار ہوا اور بارگاہِ خداوندی میں جا کر اس نور نے میری شفاعت کی۔ اس دوران سورہ ملک یہاں میری حفاظت کرتی رہی۔

اس طرح یہ قرآنی وظیفہ میری فلاح و نجات کا سبب بن گیا ہے۔ اور میں اس دنیا سے کامیاب و مسرور جا رہا ہوں۔

اچھا دوستو! السلام علیکم! ؎ ۱

؎ ۱ ارشاد العباد ۷۰

Marfat.com

یٰسٓین کی ضرب

یمن کے جس روشن ضمیر، پاک باز اور فرشتہ سیرت انسان کی طرف یہ واقعہ منسوب ہے، اس کے بارے میں مشہور تھا کہ خلوص و عبادت کی برکت سے اسے کشفِ قبور حاصل ہے، زمین کی تہوں میں کسی انسان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہو، وہ اُسے معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نگاہیں زمان و مکان کے حجابات کو چیرتی ہوئی برزخ کی دنیا میں اس شخص تک پہنچ جاتی ہیں جو مادی دنیا سے اپنا ناطہ توڑ کر قبر میں پہنچ چکا ہو، اور جزا و سزا کے عمل سے گزر رہا ہو۔

یہ یمنی بزرگ قبرستان میں موجود تھے کہ ایک جنازہ آ گیا۔

لوگوں نے دعا و نماز کے بعد دفنانے کی اسلامی رسومات ادا کیں اور مُردے کو منوں مٹی تلے دبا کر اپنا فرض ادا کر کے واپس چلے گئے،

یمنی بزرگ اس قبر کے نزدیک پہنچے۔ ان کی روحانی بصیرت نے قرائن و علائم سے قبر کے اندر رونما ہونے والی قیامت کو بھانپ لیا۔ ان کی مخصوص باطنی حس بیدار ہو گئی اور نگاہوں کے سامنے وہ جہان آ گیا، جو عام انسانوں اور مادہ بین نگاہوں سے مخفی ہوتا ہے۔

وہ قبر کے سرہانے کھڑے ہو گئے۔ اچانک ایک زبردست گونج پیدا ہوئی۔ جیسے ہزاروں من کا گرز اٹھا کر پوری قوت سے کسی پر ضرب لگائی گئی ہو، اتنی ہولناک اور شدید آواز انہوں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ ابھی وہ صورتِ حال کا پوری طرح جائزہ بھی نہ لینے پاتے تھے کہ ناگاہ قبر سے ایک سیاہ کتا نمودار ہوا، جس پر خوف و ہراس طاری تھا۔

یمنی بزرگ باطنی قوت سے بہرہ ور تھے اس لیے اس کُتّے کو روکنے میں کامیاب ہو گئے اور اس سے پوچھا!

"تم کون ہو، اور یہ آواز کیسی تھی؟"

Marfat.com

"میں اس میت کا عمل ہوں، اس نے زندگی بھر جو بُرے اعمال کیے ان کی متشکل صورت ہوں، جب لوگ اسے دفن کرنے لگے تو میں بھی قبر میں گھس گیا مگر میں نے وہاں مردے کے پاس سورۂ یٰسین اور دیگر سورتوں کو محافظین اور طاقتور پہریداروں کی شکل میں دیکھا۔ میرے اوسان خطا ہو گئے، اور پسینے چھوٹ گئے" کُتّے نے جواب دیا۔

پھر اب تم قبر سے باہر کیوں آ گئے ہو؟ میں بزرگ نے پوچھا۔

"اندر رہنا میری بساط سے باہر ہے۔ سورۂ یٰسین کی موجودگی میں میری پیش نہیں جائے گی۔ اس لیے میت سے دور بھاگ رہا ہوں تاکہ یٰسین کے عتاب سے محفوظ رہوں" کُتّے نے جواب دیا۔

"ابھی ایک شدید ضرب کی دہشت انگیز آواز سنائی دی تھی کیا برے اعمال اور گناہوں کے باعث وہ میت کو لگائی تھی یا کسی اور کو زدوکوب کیا گیا تھا؟ میں نے پوچھا۔

آہنی گرز کا وہ زبردست وار مجھ پر کیا گیا تھا۔ یہ شدید ترین ضرب مجھے بھگانے کے لیے تھی تاکہ میں میت کو گزند نہ پہنچا سکوں۔ اس لیے بھاگ رہا ہوں۔ یہ سورۂ یٰسین کا فراہم کردہ تحفظ ہے۔ جو میت کو دیا جا رہا ہے۔

کُتّے نے یہ کہا اور دُم دبا کر بھاگ گیا۔ ؎۱۰۱

○

؎۱۰۱ ارشاد العباد، ۷

تلاوت کا اثر

زیورات کا ڈھیر سامنے دیکھ کر بوڑھے دیہاتی کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ دل مسرت سے بے قابو ہو گیا۔ وہ بچوں کی طرح اس ڈھیر کی طرف لپکا۔

"یہ میرا خزانہ ہے، یہ میری دولت ہے۔ یہ میری خون پسینے کی کمائی ہے" وہ دیوانوں کی طرح چیخا!

ہاں! یہ تمہارا مال ہے۔ اسے گن لو، اور حفاظت سے رکھ لو"

بوڑھا دیہاتی ہوش میں آ گیا۔ اس نے سر اٹھا کر اسی خضر صورت بزرگ کو دیکھا جس نے یہ مال اس کے سامنے ڈھیر کر دیا تھا۔ اُسے شرم آئی کہ اسے بزرگ سے سارا حال پوچھنا چاہیے تھا کہ اسے یہ مال کہاں سے ملا، مگر اُسے تو اتنی خوشی ہوئی تھی کہ وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ ماحول ہی سے بیگانہ ہو گیا تھا، اور ایسا ہونا خلافِ توقع یا خلافِ فطرت بھی نہیں تھا۔ آخر تین سال بعد اس کا مال اسے واپس مل رہا تھا۔

"اے محترم بزرگ! میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں! آپ نے میرا مال واپس لا کر مجھ پر کتنی مہربانی فرمائی ہے"

دیہاتی نے سراپا سپاس بنکر بزرگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس میں مہربانی یا شکریہ کی کیا بات ہے۔ میرا فرض تھا جو میں نے پورا کیا" بزرگ نے انکسار و ندامت سے جواب دیا۔

"میں حیران ہوں آپ کو یہ مال کیسے مل گیا! تین سال پہلے تو یہ چوری ہو گیا تھا"

دیہاتی نے تعجب کا اظہار کیا۔ اب وہ پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا۔

"میں ہی اسے چرا کر لے گیا تھا۔ اور اب اُسے واپس کرنے آیا ہوں"

Marfat.com

بزرگ نے کسی لاگ لپیٹ اور تکلّف کے بغیر کہہ دیا۔ اور اس کی گہری حقیقت شناس آنکھوں میں یکدم آنسوؤں کے چند موتی جھلملا گئے۔

"آپ چرا کر لے گئے تھے! آپ چور نہیں ہو سکتے۔ آپ بہت نیک ہیں، آپ بیحد شریف ہیں" اس نے فیصلہ کُن لہجے میں کہا۔

"یقین مانو! میں نامی گرامی چور رہوں، میرے نام سے لوگ کانپ اُٹھتے ہیں۔ میں بہت بُرا ہوں، مخلوقِ خدا کو میں نے بہت ستایا ہے، لوگوں کے گھر ڈاکے ڈالے ہیں، ان کا مال لوٹا ہے، انہیں صدمہ اور دُکھ دیا ہے۔ مجھ سے بُرا کون ہو سکتا ہے"

بزرگ نے ایک سرد آہ بھری اور ساون کی گھٹائیں اس کی آنکھوں سے برس پڑیں۔

"اگر آپ چور ہیں تو بھی آپ نیک چور ہیں"

دیہاتی نے سادگی سے بزرگ کو دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

"میں نیک کہاں ہوں، لوگوں کا جو مال لوٹا ہے وہ گھر گھر پہنچ کر واپس کر رہا ہوں، تاکہ لوگ میری خطا معاف کر دیں۔ تو خدا کی رحمت بھی میری طرف متوجہ ہو، اسی لیے تمہارے پاس آیا ہوں تم بھی میرا گناہ معاف کر دو، میں تمہارا بھی مجرم ہوں" بزرگ نے ہاتھ جوڑے۔

"آپ مجھے شرمندہ نہ کریں، مجھے صرف یہ بتا دیں وہ کونسے حالات تھے جنہوں نے آپ کو ایک ڈاکو اور چور سے اتنا شریف اور ایسا نیک انسان بنا دیا کہ لوٹی ہوئی پونجی بھی واپس کرتے پھر رہے ہیں" دیہاتی نے سوال کیا۔

"ہمارا ایک جتھا تھا، جدھر اس کا رُخ ہو جاتا اُدھر قیامت ٹوٹ پڑتی، لوگوں کی جائیدادیں اور قیمتی چیزیں غیر محفوظ ہو جاتیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف کہرام مچ جاتا"

ایک گھنے اور خوفناک جنگل میں ہماری ناقابلِ تسخیر پناہ گاہ تھی، تمام خطرات سے بے نیاز ہو کر بڑے اطمینان سے وہاں رہتے تھے، قرب و جوار میں جب کوئی قافلہ گزرتا اس پر ٹوٹ پڑتے، اور لوٹ کر واپس آجاتے، ذریعہ معاش یہی رہزنی اور ڈکیتی تھا۔

"ایک عجیب بات ہمارے گروہ میں یہ تھی کہ سبھی پکے نمازی تھے۔ اگر کوئی سُستی اور غفلت برتتا تو گروہ کے سردار اُسے سخت سزا دیتے جس کی کٹھن صورت یہ ہوتی کہ اسے گروہ سے نکال دیتے تھے۔

"بڑی عجیب بات ہے ڈاکو ہو کر وہ ایسے پکے نمازی اور عبادت گزار تھے۔ دیہاتی حیرت سے بیچ میں بول اُٹھا۔

ایک روز چند ساتھی ایک شخص کو سردار کے سامنے پکڑ لائے۔

"اس نے نماز نہیں پڑھی" ایک شخص نے بتایا۔

سردار کی آنکھوں میں غصّے سے خون اتر آیا۔ نگاہوں سے شرارے برسنے لگے۔

"تم نے وقت پر نماز کیوں ادا نہیں کی" وہ شیر کی دھاڑا۔

"سردار! معاف دے دیں سُستی ہو گئی، آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔

"ایسے غیر ذمہ دار، تن آسان اور غافل ساتھیوں کی مجھے ضرورت نہیں، اپنا بوریا بستر گول کرو اور اپنی راہ لو" سردار نے فیصلہ سُنایا۔

"ایسا غضب نہ کیجیے۔ میں غلطی کا اعتراف کرتا ہوں، ایک دفعہ معاف کر کے دیکھ لیں" وہ شخص گڑگڑایا۔

"ہم غافلوں کو آزمایا نہیں کرتے، تمہارے لیے اب یہی فیصلہ ہے کہ ہمارے گروہ سے الگ ہو جاؤ" سردار نے جواب دیا۔

اُس نے گردو پیش ساتھیوں سے کہا۔

"دوستو! تم ہی میری سفارش کردو، میری ضمانت دے دو، میں پھر کبھی نماز میں دیر یا سُستی نہیں کروں گا"

"تم اپنے دوستوں سے سفارش کراتے تب اچھے لگتے ہو جب آج سے پہلے ایسی کوئی سفارش مانی بھی گئی ہو، جس نے نماز نہ پڑھی اسے بیک بینی و دو گوش خارج کر دیا گیا، کسی کی سفارش قبول

Marfat.com

کی گئی۔ ضمانت لی گئی"۔ سردار نے اسے یاد دلایا۔

"وہ شخص مایوس ہو کر اٹھا اور نہایت افسردہ و نادم ایک طرف چل دیا، جب اس نے اسی لمحہ نماز کے لیے اذان سنی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے"۔

آذان کی آواز نے ہر طرف چہل پہل پیدا کر دی۔ جنگل میں عجیب قسم کا تقدس سا پیدا ہو گیا، جیسے نظر نہ آنے والے نور نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔

سب لوگ چشمے کی طرف چل پڑے، بڑے سکون و اہتمام سے وضو کیا، پھر ایک جگہ نہایت اسی خشوع و انہماک سے سنتیں ادا کیں اور اس کے بعد امام کے پیچھے فرضوں کی ادائیگی کے لیے نیتیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ دعا سے فارغ ہوئے تو دوبارہ کام کاج میں لگ گئے۔

دور سے آنے والی گھنٹیوں اور جرسوں کی آواز نے ان کے کان کھڑے کر دیے، ان مانوس اور پسندیدہ آوازوں کی اصلیت سے وہ بخوبی واقف تھے۔ جب یہ آوازیں ان کے کانوں میں گونجتیں تو چہرے خوشی سے تمتما اٹھتے اور ہاتھ خود بخود کمانوں کی طرف بڑھ جاتے تھے۔

ایک شخص بھاگتا ہوا آیا، سانس اکھڑی ہوئی تھی۔

"تجارتی قافلہ چلا آ رہا ہے، تیار ہو جاؤ"۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

سردار کی آواز فضا میں گونجی

"اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کر مورچوں میں چھپ جاؤ، دیر نہ کرو وقت تھوڑا ہے"۔

نیزے، بھالے، تیر کمان اور ٹیڑھے میڑھے برچھے نکل آئے۔ تلواریں بے نیام ہو گئیں، اور سب لوگ دستور اور قاعدے کے مطابق درختوں کے گھنے تنوں، زمین کی دراڑوں یا پتھروں کی اوٹ میں چھپ گئے۔ یکدم سارا شور ختم ہو گیا، ہر طرف ایسا سناٹا چھا گیا جیسے کوئی جاندار یہاں موجود نہیں ہے۔

آہستہ آہستہ قافلے کی آواز نزدیک آنا شروع ہو گئی۔ پہلے گھنگھروؤں اور اونٹوں کے گلے میں ڈالی ہوئی گھنٹیوں کی ٹن ٹن سنائی دینا شروع ہوئی پھر اس میں انسانی آوازوں کی بھی آمیزش ہو گئی کوئی پرسوز لے میں گا رہا ہے۔

Marfat.com

کوئی قہقہے لگا رہا ہے۔

کہیں گفتگو کا سلسلہ جاری ہے۔

یہ آوازیں نزدیک آتی گئیں اور پھر بالکل پاس آگئیں۔

قافلہ آہستہ آہستہ گزرنا شروع ہو گیا، ڈاکو دم سادھے بیٹھے رہے، اہلِ قافلہ کو بالکل علم نہیں تھا کہ ان کے سروں پر برہنہ تلواریں لٹک رہی ہیں، اور وہ تیروں کی زد میں ہیں۔

جب آدھا قافلہ گزر گیا تو ڈاکوؤں نے اپنے سالار کی طرف دیکھا جس کے اشارے پر وہ حملہ کیا کرتے تھے، اور یہ اشارہ اسی وقت ہوا کرتا تھا جب نصف قافلہ گزر جانے کے بعد سب کچھ ان کی زد میں ہوتا تھا۔

سردار کی نگاہیں بھی قافلہ پر مرکوز تھیں، ہنستے مسکراتے چہرے اس کے سامنے سے گزر رہے تھے، اچانک اونٹ پر بیٹھے ہوئے ایک قاری کی آواز کانوں سے ٹکرائی، جو بڑے سوز اور انہماک سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، اس کی آواز میں بلا کا رس اور بے خود کر دینے والا لوچ اور انتہائی خلوص تھا۔

عین تلواروں کے سائے میں گزرتے ہوئے اس کی زبان پر یہ آیت جاری تھی۔

الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ

کیا ایمان والوں کے لیے ابھی تک وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پسیج جائیں۔

یہ آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی، سارا قافلہ گزر گیا، مگر سردار نے عام حملے کا کوئی اشارہ نہ کیا۔ سارے ساتھی حیران رہ گئے کہ آج سردار کو کیا ہو گیا ہے؟

وہ جاتے ہوئے قافلے کو دیکھتے ہوئے، سردار کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔ مگر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی، ان کا شیر دل اور بہادر سردار زار و قطار رو رہا تھا، وہ اس طرح جامد و ساکت اور بے حس تھا جیسے برف کا تودہ ہو۔

Marfat.com

"سردار! آج آپ کی یہ حالت کیوں ہے؟ آپ نے ہمیں حملہ آور ہونے کا حکم کیوں نہیں دیا"

"میرے دوستو!

سردار نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو آج تک غلط راستے پر لگائے رکھا، تباہی و بربادی کی تربیت دی۔ مگر آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ میرا دل اللہ کے ذکر سے پگھل گیا ہے، میں ابھی اور اسی لمحہ توبہ کرتا ہوں۔ اور آپ لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، آئندہ ڈاکے نہیں ڈالوں گا، کسی کا مال نہیں کھاؤں گا۔ اور جو غلطیاں کر چکا ہوں ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کروں گا۔"

یہ دل سے نکلی ہوئی باتیں سن کر باقی ساتھی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، ان کے دل بھی بھر آئے، آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں، گزشتہ زندگی کا تصور کر کے کانپ گئے، اور اسی لہجے میں بولے!۔

"سردار! برائی کے راستے پر آپ ہمارے رہنما تھے، اب سیدھے راستے پر بھی آپکا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ آپ نے چوری سے توبہ کی ہے ہم بھی کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں، کہ آئندہ زندگی اطاعت و بندگی میں گزاریں گے۔"

سردار کی آنکھیں اس فرمانبرداری اور وفاداری پر چمک اٹھیں اور سب نے محسوس کیا، کہ ان کے سینوں میں مسرت و اطمینان کا ایک ریلا داخل ہو گیا ہے۔ جس کا انہوں نے پہلے کبھی احساس نہیں کیا تھا۔

رب تعالیٰ کی اس عطا اور توبہ کی سچی توفیق ملنے پر سب سجدہ ریز ہو گئے۔

دیہاتی یہ داستانِ عجیب سن کر دنگ رہ گیا پھر سوچ کر بولا!۔

"ایسے نیک ڈاکوؤں اور چوروں کو یہ سعادت ملنی بھی چاہیے تھی، نیکی کبھی برباد نہیں جاتی۔ خصوصاً نماز تو ایسی نیکی ہے۔ جس کی برکت ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے۔ یہ فواحش و معاصی اور غلط کاریوں سے روکتی ہے۔ یہ لوگ پکے نمازی تھے۔ اس لیے اس سعادت سے

Marfat.com

بہرہ ور اور عزت سے سرفراز ہو گئے۔"

"آپ نے یہ بتایا ہی نہیں کہ اس گروہ کے سردار کا نام کیا تھا؟"

"فضیل بن عیاض!" بزرگ نے مختصر جواب دیا۔

دیہاتی یہ نام سن کر کانپ گیا، اُس نے زیر لب یہ نام دہرایا پھر بولا!

فضیل بن عیاض تو واقعی مشہور ترین ڈاکو ہے۔ اگر اس نے توبہ کر لی ہے تو یہ ایک نیک فال اور مخلوقِ خدا کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ وہ مخلوق جو اس کا نام سُن کر کانپ اٹھتی ہے اور اس کی شرانگیزیوں سے تنگ ہے۔

"اب مخلوق کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا، فضیل پہلے ہی سیاہ کارناموں پر بہت نادم اور پشیمان ہے۔"

بزرگ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، بولتے ہوئے آواز حلق میں پھنس گئی اور جسم پر رعشہ طاری ہو گیا۔

"کیا آپ ہی فضیل بن عیاض ہیں؟"

دیہاتی نے دگرگوں حالت اور سوز میں ڈوبی ہوئی کیفیت سے سب کچھ سمجھتے ہوئے پوچھا!

"ہاں! میں ہی وہ گنہ گار ہوں۔"

بزرگ مختصر سا جواب دے کر پھر اپنی دنیا میں کھو گئے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com